منعم ملک

نمکین پانیوں کا سفر

پچھلی قسط کا خلاصہ

شمائلہ خضر کے گھر پہنچتی ہے تو اس کی ملاقات شکیلہ سے ہوتی ہے۔ شکیلہ اس سے کہتی ہیں کہ سیمی اس کی بہن تاجور کی بیٹی ہے اور سیمی کا نکاح خضر سے ہوگیا ہے۔ تم نے محبت کو ٹھکرا کر عزت کو چن لیا تھا۔ اس لیے اب خضر کو بھول جاؤ

شمریز کرم الٰہی کے گھر جاتا ہے اور ثانیہ سے معافی مانگتا ہے ثانیہ جواباً کہتی ہے کہ دوبارہ میرا تماشا لگانے مت آنا یہاں۔ چندا کرم الٰہی سے پیسے مانگتی ہے تو ثانیہ کو عجیب سا لگتا ہے۔

معین ثانیہ سے کہتا ہے کہ سیمی نے اپنی زندگی پر تمہیں قربان کر دیا، سیمی تمہاری مجرم ہے۔

ثانیہ کہتی ہے کہ سیمی کبھی نہ کبھی سامنے آئے گی کیونکہ وہ کسی منصوبے کے تحت نہیں بھاگی تھی اور نہ ہی کسی شخص کے ساتھ۔

ZEMTime

اٹھارویں قسط

وہ ایک بالکل بدلی ہوئی انسان بن کر حویلی لوٹی تھی۔ اندھیرا اس کے ذہن سے چھٹ گیا تھا۔ سوچ وخیال کے جھوٹے تصورات زمین بوس ہو گئے تھے۔ دل کی سرزمین بدل گئی تھی۔ جذبات کا شور بجھ گیا۔ آنکھوں کے منظر کچھ اور دکھا رہے تھے۔ شمائلہ بہادر خان! ایسا دھوکا کھا کر آئی تھی کہ اس کی ساری فتح شکست کے ڈھیر میں مل گئی۔

وہ ایسی بے وقوفی کا عملی پیکر بن گئی جس کو کوئی بھی دیکھ کر ایک اونچا قہقہہ لگائے اور تمسخرانہ نظروں سے دیکھتا ہی چلا جائے۔

وہ سیمی کی مجرم خود کو سمجھتی آئی تھی۔ اب تو ایک دم سے جگہ ہی بدل گئی تھی۔ اس سے بڑا جرم تو سیمی سے سرزد ہوا تھا۔ وہ بھی جان بوجھ کر اور خوشی خوشی۔ شمائلہ کی خوشی، اس کی محبت اور اس کی زندگی سب اس نے چھین لی تھی۔ اتنی بے رحم تھی وہ..... اتنی بے حس ہوگئی تھی۔

اس دن وہ واپس آئی تو اس کے چہرے پر سرخ ریت سی اڑ رہی تھی۔ چہرے پر دکھ نہیں تھا۔ بے یقینی تھی۔ ایک آگ تھی۔ ہار کی آگ .....اور ایک دوسرا شعلہ بھی تھا۔ عزم کا شعلہ..... ایک اور آتش۔

ندرت نے شمائلہ کو باہر سے آتا دیکھا تھا۔ وہ اس کی حرکات وسکنات پر سوال اٹھانے والی ماں نہیں تھیں۔ مگر اب جب اتنا سب کچھ ہو چکا تھا۔ تو ان پر بھی حالات کا اثر پڑنا بہت پہلے سے شروع ہو چکا تھا۔

"تم کہیں گئی تھیں شمائلہ.....؟"

"جی امی....." وہ کمرے میں جانا چاہتی تھی۔ پھر رک گئی۔ نہیں وہ اب بھی اندر رکھتی تو خود کو جلا کر خاکستر کر ڈالتی۔

"شمریز نے کہا تم دونوں....."

www.zemtime.com

''جھوٹ تھا وہ۔'' شمائلہ نے ضبط سے انہیں دیکھا۔ ندرت بیگم کی ابرو تیکھی ہو گئیں۔

''کیا جھوٹ تھا.....''

''خود کو سچا ثابت کرنے گئی تھی۔ جھوٹی ہو کر واپس آ رہی ہوں۔''

''کس بارے میں بات کر رہی ہو؟'' وہ نہایت سنجیدہ نظر آنے لگی تھیں۔

''آپ ٹھیک کہتی تھیں، اولاد ٹھوکر کھا کر سنبھلتی ہے۔ وہ والدین کے تجربات سے سیکھ ہی نہیں سکتی۔ اسے صرف اپنی آنکھوں کا دیکھا سچ پسند ہے۔''

''میں یہ بات تمہیں بہت سمجھاتی آئی تھی۔ مگر تمہیں خود اس چیز کا احساس ہو گیا یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔ شکر کرو کہ بغیر کسی نقصان کے اس سے جان چھوٹ گئی ہم سب کی۔''

''نقصان تو ہوا ہے امی..... نقصان بہت زیادہ ہوا ہے۔'' اس کے دل میں ایک درد کی لہر اٹھی تھی۔ اس درد کی شدت نے اس کے چہرے کو زرد کر دیا۔ ندرت بیگم نے اسے تسلی دی۔

''آؤ میرے ساتھ یہاں بیٹھو۔'' وہ اسے لیتے ہوئے نشستوں کی طرف آئی تھیں۔

''اس بات کو جتنی جلدی بھولنا چاہو گی اتنا اچھا ہو گا۔ اب مزید اس کے لیے اپنی حالت خراب کرنے کی ضرورت نہیں۔ برے لوگوں کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے۔''

''اس کا کیا برا ہوا امی؟'' شمائلہ نے سوال کیا۔ اس کا ذہن سویا سویا سا تھا۔ سن ہو رہا تھا۔

''اس کا گھر چھوٹ گیا۔ رشتے دار، ماں باپ ایسی لڑکیوں کو کبھی قبول نہیں کیا جاتا۔''

''کیا اس خسارے کا احساس ہو گا اس کو؟'' وہ خلاؤں میں دیکھتے ہوئے استفسار کر رہی تھی۔ آسمان پر اسے کوئی فلم چلتی دکھائی دے رہی تھی۔

''ابھی شاید نہ ہو مگر جلد ہو جائے گا۔ یہ دو چار دن کی محبتیں کسی قابل نہیں چھوڑتیں۔ سوچو اس کے پاس ہے کیا؟''

''خضر.....'' اس کے دل نے دہائی دی۔ شمائلہ نے تڑپ کر ہاتھ ان کی گرفت سے نکالا تھا۔ وہ ماں کو نہیں سمجھا سکتی تھی۔ کبھی نہیں سمجھا سکتی تھی۔

''اس کے پاس خضر ہے۔'' اس کے اندر بیٹھا کوئی انسان زور زور سے ہنسا تھا۔ ''اور شمائلہ کے پاس..... خسارہ تو صرف شمائلہ کے پاس ہے۔'' قہقہہ کچھ اور بھیانک ہو گیا تھا۔ شمائلہ کے لیے ماں کے پاس بیٹھنا دوبھر ہو گیا۔

''میں آپ سے بات کرتی ہوں امی۔ فکر مت کریں اب میں ٹھیک ہوں۔ بلکہ اب ہی ٹھیک ہوئی ہوں۔'' وہ ان کو دلاسا دیتی ہوئی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ اس کے اندر ہنسی اپنے ساز سمیت گونجتی جا رہی تھی۔

''خضر اور سیمی.....'' نام بھی کیسے کمبخت جچنے لگے تھے۔ دو چار بار ایک ساتھ بول لو تو گویا شناسا سے دکھنے لگیں۔ ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہوئے۔ اور وہ ساری محبت، ساری قربتیں۔ خضر کے والہانہ جذبے، شمائلہ اتنی ارزاں تو نہ تھی کہ یوں بھلائی جاتی؟ وہ تو ایسی تھی کہ عمر بھر چاہی جاتی مگر اس کی جڑیں کاٹنے والے ہاتھ اس کے عزیز کے تھے۔

''خضر میری زندگی میں آیا تھا۔ اور اسے میری زندگی میں ہی رہنا چاہیے۔'' وہ اپنی سرخ آنکھیں رگڑتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

''یہ شخص میری پہلی محبت ہے اور پہلی محبت نہ خیرات میں دی جاتی ہے نہ بھیک میں واری جا سکتی ہے۔'' اس کے دل کو قرار نہیں تھا۔

کمرے میں آ کر اس نے دروازہ بند کیا۔ دوپٹا ایک طرف پھینکا۔

''سیمی! کیا سمجھ رہی ہو کہ میری دنیا الٹ کر تم نے مجھ سے بدلہ لے لیا؟'' وہ آئینے میں دیکھتے ہوئے اپنے عکس سے کہنے لگی۔

''ارے بدلہ تم کسی اور چیز سے لیتیں تو میں کفارہ سمجھ کر ادا کر دیتی۔ مگر بدلے کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ یہ تم نے بے ایمانی کی ہے۔ اور اب

www.zemtime.com

شائلہ کی ایمان داری دیکھو۔"

وہ دو قدم ڈریسنگ ٹیبل کے قریب گئی تھی۔ اپنے عکس کے پیچھے اسے سیمی کا ہنستا چہرہ نظر آ رہا تھا۔

"پوری ایمانداری سے بدلہ لوٹانے کی باری اب میری ہے۔ اور میں بالکل بھی بے ایمانی سے کام نہیں لوں گی یہ میرا وعدہ ہے۔" وہ ایک عزم کرتی نیچے جھکی تھی۔ لیپ ٹاپ اٹھا کر اسے کھولا اور اسکرین روشن کی۔

"جس خضر کا سہارا لے کر تم نے اپنی کہانی کا رخ موڑا ہے نا۔ تم جانتی نہیں ہو اس کی زندگی کا ریموٹ کنٹرول میرے ہاتھ میں ہے۔" شائلہ کے چہرے پر تلخی کے کئی تاثرات یکے بعد دیگرے گزرتے جا رہے تھے۔

"مجھے صرف تمہاری کہانی کا ہی اختتام نہیں لکھنا۔" اس نے لیپ ٹاپ کے فولڈر پر نظر دوڑائی۔ ٹائٹل کے عین نیچے سیمی کے ناول کا اختتامی حصہ لکھا نظر آ رہا تھا۔

"اب مجھے دو اختتام کرنے ہیں۔ دونوں کی شروعات تم نے کی تھی۔ اسے ختم میں کر رہی ہوں۔ اپنی مرضی سے اور اپنی ذہانت سے..... اور یقین کرو۔"

وہ ذرا سی آگے ہوئی۔ لیپ ٹاپ اسکرین کی نیلی روشنی اس کے چہرے پر اور "اختتام" آنکھوں میں جھلکتا واضح نظر آنے لگا۔

"تمہاری حقیقی زندگی کی کہانی کا دی اینڈ میرا زیادہ پسندیدہ ہوگا۔"

وہ ایک عزم سے کہہ رہی تھی۔ وعدہ کر رہی تھی مکمل سچائی کے ساتھ، پوری ایمانداری کے ساتھ۔

☆☆☆

اس ایک واقعے کے بعد، زندگی دھیرے دھیرے معمول پر آنے لگی تھی۔ خضر اس کے تمام ترگریز اور حوصلہ شکنی کے باوجود اس کا خیال رکھنے سے باز نہیں آتا تھا۔ ایک دوسرے کا سامنا ہونے پر کوئی شریر سا جملہ کہنا، قریب سے گزرتے ہوئے چھیڑ دینا۔ نوک جھوک تو ہوتی رہتی تھی۔ معمولی سی جھڑپ بھی جیسے زندگی میں شامل ہو گئی۔ خضر نے اس کی بات کا برا منانا چھوڑ دیا تھا۔ یا کم از کم اس نے محسوس کرانا چھوڑ دیا تھا۔ اور اس سے توقع کے عین مطابق سیمی کے گرد لپٹا سخت خول چٹخ گیا تھا۔ اس نے ایک کمرے کی محدود زندگی سے خود کو آزاد کر دیا۔

کبھی کبھی وہ حیران ہو جاتی، کبھی خضر کی کیئرنگ نیچر دیکھتی تو دنگ رہ جاتی۔ حالانکہ وہ اسے اپنا مجرم سمجھتی تھی۔ گو کہ کہہ نہیں پاتی تھی۔ مگر اس کی ایک ایک ادا چیخ چیخ کر کہتی۔ شکوے بھرے آنسو، خضر کو دھتکارنے جیسا غصہ۔ اور کٹیلی باتیں۔

مگر اس نے اپنی زندگی میں اپنے باپ کو دیکھا تھا۔ اور اپنی زندگی میں شامل ہونے والے معین کو، یہ شخص ان دونوں سے یکسر مختلف تھا۔ اور اس کا مختلف ہونا سیمی کو اندر سے ہلا رہا تھا۔ توڑ رہا تھا۔

اس کی بیماری کو گزرے دو ہفتے گزرے تھے۔ مگر خضر اس سے پوچھتے پوچھتے نہ تھکتا۔

"رات کو تمہیں بخار تو نہیں ہوتا سیمی؟" وہ اپنے کام سے رک کر، ایک دم اسے چھوڑ کر فکرمندی سے پوچھتا۔ وہ حیرت چھپا کر دیکھتی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ شکریہ۔"

"اور اسٹامک ایفیکشن ..... کھانے پینے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوتی۔"

"نہیں۔" وہ نظریں جھکا کر مختصر بولتی۔

"دیکھو پلیز کوئی تکلیف ہو تو ضرور بتانا مجھے۔" خضر نے درخواستانہ اصرار کیا تھا۔ "تم نہیں بتاؤ گی تو تمہیں تکلیف پہنچے گی اور تمہیں تکلیف پہنچے گی تو مجھے بھی پرابلم ہوگی۔"

"کیوں.....؟" وہ پوچھنا نہیں چاہتی تھی۔ مگر یہ سوال اس کے چہرے پر لکھا آ جاتا تھا۔ خضر ہنس پڑتا۔

"بتاؤں گا۔" پھر یہ ہنسی مسکراہٹ میں ڈھل کر کئی لمحے چہرے پر چپکی رہتی۔ سیمی انجان اور چور نظروں سے اسے دیکھتی۔

www.zemtime.com

ثانیہ کہتی تھی۔

"سیمی! میرا دل چاہتا ہے تمہارے لیے کوئی شہزادہ آنا چاہیے۔" سفید گھوڑے کی باگ تھام کر آئے اور تمہیں خوابوں کے سفر پر لے جائے۔"

سیمی جواب دیتی۔

"مجھے شہزادوں کی خواہش نہیں ہے، یہ ہمیشہ شہزادیوں کو ان کی دنیا سے دور لے جاتے ہیں۔ مجھے اپنی چھوٹی سی جنت میں رہنا ہے۔"

"وقت و قسمت کے فیصلے، نصیبوں کے ستم۔"

ایک کی دعا سچ ہوگئی۔ ایک کا خدشہ جیت گیا۔ شہزادہ ایک نئی دنیا، جنت بسانے پچھلی دنیا سے دور آ گیا۔

سیمی کے ذہن میں شہزادوں کا کوئی تصور ابھرتا تو وہ خضر سے زیادہ کا نہ ہوتا۔ وہ ایسا ہی تھا۔ اپنے کردار سے، اپنی اچھائیوں سے، اپنی شخصیت سے۔ سیمی کا دل پگھلنے لگتا تھا۔ ان دونوں میں ایک ان چاہا رشتہ تھا۔ لیکن اس سب سے ہٹ کر وہ اس کا خالہ زاد تھا۔ ایک بہت پیارا اور محبت بھرا رشتہ۔ اسے یقین نہیں آتا تھا کہ خضر صرف اپنی محبت کو بچانے کے لیے کسی بھی لڑکی کی عزت کو داؤ پہ لگا سکتا تھا؟ بھلے سیمی نہ سہی کوئی اور لڑکی سہی..... پھر بھی ایسا کرنے والے کی اس کی نظروں میں کوئی عزت نہیں رہ جاتی تھی۔ وہ بیک وقت دو محاذوں پر جنگ لڑ رہی تھی۔

حنا اور مناہل سارا وقت اس کے آگے پیچھے گھومتی تھیں۔ چند دن گزرنے کے بعد گویا تکلف کی دیوار دونوں طرف سے گر گئی تھی۔ خضر حنا کا اکلوتا بھائی..... اور اس کے اکلوتے بھائی کی نسبت سے سارا پروٹوکول سیمی کے حصے میں بھی آ رہا تھا۔ وہ کمرے سے نکل کر لان میں بیٹھنے لگی تھی۔ چائے کی ایک نشست اور چھوٹی چھوٹی بے مقصد سی باتیں..... بالکونی میں کھڑی ہو کر سورج ڈوبتا دیکھتی۔ تاریکی اترتی تو اس کا رنگ اداسی جیسا ہوتا تھا۔ منظر تاریک ہو جاتے مگر دل بوجھل بوجھل۔

حنا کی ساس اور شوہر بھی شفقت سے اس سے ملتے تھے۔ ہمیشہ سر پر ہاتھ رکھ کر بہنوں جیسا مان..... سب کچھ جتنا نارمل تھا، اتنا ہی ابنارمل لگنے لگتا تھا۔ یہ اس کی جگہ نہیں تھی۔ وہ ان لوگوں میں بسنے نہیں آئی تھی۔ خضر کمرے میں آتا تو وہ باہر جانے کے پر تولنے لگتی۔ کسی کام کے بہانے یا پھر مناہل کا کہہ کر..... خضر نے اس کی حرکت نوٹ کی تو تیسری مرتبہ اسے روک لیا تھا۔

"سارے کام تمہیں میری موجودگی میں کیوں یاد آنے لگتے ہیں؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ گویا چوری پکڑ لی۔ سیمی سے بات بنانا مشکل ہو گیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں کمرے میں مجھے گھٹن ہوتی ہے۔"

"آؤ ٹیرس پر چل کر بیٹھتے ہیں۔" خضر نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ سیمی نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟ کیا ہاتھ پکڑنے پر بھی پابندی ہے؟" چہرے پر بلا کی معصومیت طاری ہوگئی۔ آنکھوں میں مصنوعی بھولپن۔

"نہیں بتا دو۔ اگر اس پر بھی پابندی ہے تو میں نہیں پکڑتا۔ تم میرا بازو تھام لو ہاتھ چھوڑ کر اس نے بازو ہلکا سا وا کیے۔ جیسے دونوں ایک ہیپی کپل کی طرح کسی پارٹی میں انٹری دینے جا رہے ہوں۔ سیمی اسے گھور کر رہ گئی تھی۔"

"سنو! تمہارا چہرہ کب ٹھیک ہوگا؟" خضر نے نارمل لہجے میں اس سے سوال پوچھا تھا۔

سیمی ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ "کیا ہوا میرے چہرے کو؟" بے اختیار ہاتھ سے گال چھوئے۔ یہ شخص کسی نہ کسی بات پر حیران کرنا ضروری سمجھتا تھا۔

"میرا مطلب یہ خراشوں کے نشان..... یہ کس طرح سے مٹیں گے؟ مجھے بتاؤ تمہیں کچھ لے دوں۔ لڑکیوں کو زیادہ معلوم ہوتا ہے ان چیزوں کے بارے میں....."

سیمی حیرانی سے اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔ آج صبح ہی اس نے آئینے میں کھڑے ہو کر اپنے چہرے

www.zemtime.com

پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس اذیت کو یاد کرنے کی کوشش کی تھی جو ابھی تک تازہ تھی۔ ابا کے تھپڑ، تایا کے جوتوں کی ٹھوکریں، ٹھڈے۔ نشانات تو مٹنے لگے تھے اور وہ اتنے واضح بھی نہیں رہے تھے کہ چیخ چیخ کر کچھ کہتے۔ مگر سیمی کو ایک ایک چیز یاد تھی۔ ساری زندگی ذہن پر نقش رہنی تھی۔

مگر اس وقت خضر کے منہ سے سنی یہ بات اسے حیرت کے سمندر میں دھکیل گئی تھی۔ وہ کب سے اسے اس قدر غور سے دیکھنے لگ گیا تھا؟ ہمدردی دوسری چیز ہوتی ہے۔ مگر اس طرح سیمی کو تکنا کہ اسے یہ معمولی سی خراشیں نظر آ جائیں۔

''ختم ہو جائیں گی۔ گہرے گھاؤ نہیں ہیں کہ مرہم لگانا پڑے۔'' اس نے سادگی سے کہا تھا۔ خضر کی تسلی نہیں ہوئی۔

''جانتا ہوں مگر میں چاہتا ہوں یہ فوراً ختم ہو جائیں۔ گزرے وقت کی پرچھائی بھی تمہارے ساتھ نہیں ہونی چاہیے۔''

''ان کے ہونے نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے خضر صاحب۔ جو روگ روح کو لگ چکے ہوں خطرناک تو وہ ہوتے ہیں۔'' وہ ہلکی اداسی سے کہہ گئی تھی۔ کہہ کر بلاوجہ اپنے ہاتھوں کو مسلنے لگی۔

خضر نے پوری توجہ سے اسے دیکھا تھا۔ اور پورے یقین سے اسے یاددہانی کرائی تھی۔

''میں اسے تمہارے لیے روگ نہیں بننے دوں گا۔''

سیمی نے لب بھینچ لیے..... نظریں اٹھا کر اسے نہیں دیکھا۔ جبکہ وہ صرف اسی کو دیکھتا رہا تھا۔

تھوڑا وقت سرکا تو برف اور پگھلتی نظر آنے لگی تھی۔ مناہل ہر وقت سیمی کے ساتھ گھسی رہتی تھی۔ اور دونوں ماموں بھانجی اس کی ناک میں دم کر دیتے۔

''مناہل؟ تمہاری ممانی کی ایک بری عادت کون سی ہے؟'' خضر مناہل سے پوچھتا۔

''ممانی بہت اچھی ہیں۔ مما کی طرح ڈانٹتی نہیں ہیں۔ ہم فرینڈز ہیں۔'' وہ فوراً شروع ہو جاتی۔

''میں نے بری عادت پوچھی ہے۔'' خضر مصنوعی گھوری سے نوازتا۔

''وہ تو کوئی بھی نہیں۔'' مناہل معصومیت سے اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر جھولتی۔ سیمی مسکراہٹ چھپاتی رہ جاتی۔

''تمہاری فرینڈ بہت لڑتی ہے مجھ سے۔''

''امپاسیبل۔'' مناہل کی بڑی بڑی آنکھیں پھیل جاتیں۔

''آپ لڑتے ہیں۔'' مناہل منہ بنا لیتی۔

''میں؟'' خضر کو صدمہ پہنچتا۔

''یس، کیونکہ بوائز لڑتے ہیں، وہ بیڈ بوائز ہوتے ہیں۔'' وہ انگلی اٹھا اٹھا کر کہتی۔ سیمی ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو جاتی تھی۔

''اوکے۔ آئس کریم کھانے کی فرمائش بیڈ بوائز سے نہیں کرتے۔'' خضر کی دھمکی کام کر جاتی۔ مناہل چور نظروں سے سیمی کو دیکھتی۔ اب کیا کیا جائے؟

''آئس کریم تو ماموں سے کھاتے ہیں، شام کو کیا خیال ہے؟'' وہ فراک پکڑ کر گول گول گھومتی خوشامد کرتی تھی۔

حنا جان بوجھ کر مناہل کو ان کے درمیان چھوڑ دیتی تھی کہ اس کے ذریعے وہ کسی طرح ایک دوسرے سے بات کریں۔

دن ہفتوں اور ہفتے مہینے میں بدل رہے تھے۔

اس دن وہ تینوں شام کی چائے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے جب خضر نے حنا کو بتایا۔

''چائے تو میں بھی اتنی بری نہیں بناتا جتنا لوگ میری دی ہوئی آفر سے بھی فائدہ اٹھانا گوارا نہیں کرتے۔'' اس نے کن انکھیوں سے سیمی کو دیکھا تھا جو پہلو بدل کر رہ گئی تھی۔

''کون ہے بھئی..... چائے سے کون انکار کر سکتا ہے۔'' حنا انجان بن گئی۔

''چھوڑیے یہ آفر محدود مدت کے لیے تھی۔ مگر میں نے لاسٹ چانس کے طور پر ری نیو کر دی ہے۔''

www.zemtime.com

خضر کی بات پر سیمی زیرِ لب مسکرا دی تھی۔

"ویسے حنا، موسم حسین ہے۔ چائے بھی ہو جائے تو....."

"کیوں نہیں۔" وہ اٹھنے لگی تھی۔ خضر نے روکا۔

"سنو تو..... چائے سیمی کے ہاتھ کی ہو جائے تو لطف آ جائے گا۔ یہ بہت مزے دار چائے بناتی ہے۔"

"واقعی!" حنا نے ستائشی نظروں سے دیکھا تھا۔ جبکہ سیمی گڑبڑائی۔ پھر خضر کو بری طرح سے گھورا۔

اسے سیمی کے فرشتوں نے چائے پلا دی تھی کیا جسے وہ مزے دار کہہ رہا تھا۔ ہونہہ، ڈرامے باز!

"جی....." جھوٹی مسکان سجا کر وہ بادل ناخواستہ اٹھی تھی۔ خضر نے اس کا انداز دیکھا تو ہنسی کے لیے گردن بالکل نیچی کر لی۔

حنا کو بے پناہ خوشی کا احساس ہوتا رہا تھا۔

☆☆☆

"میں نے بہت کوشش کی کہ اس سے کچھ اگلوا سکوں۔ مگر اس کے منہ سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا جس سے میں کچھ اندازہ کر پاتا۔" معین کئی دنوں بعد حاکم کے سامنے بیٹھا اعتراف کر رہا تھا۔ ہتھیلی کو مسلتا ہوا خالی ہاتھ..... ناکامی۔

"ہونہہ! تم اپنے سے چھوٹی لڑکی سے یہ نہیں پتا کر پائے کہ....."

"ثانیہ بہت بڑی ہو گئی ہے چچا!"

معین کی بات پر سناٹا چھا گیا تھا۔ ابا لب بھینچ کر بیٹھے رہے۔

"زندگی بڑے سبق سکھاتی ہے مجھے تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنے سالوں سے بچوں جیسی حرکتیں کرنے والی ثانیہ ایک سنجیدہ اور سمجھ دار لڑکی میں ڈھل چکی ہے۔"

وہ دم سادھے سنتے جا رہے تھے۔ دل کی تہوں میں کہیں کوئی ہل چل سی مچی۔ وہ بے گناہ تھی شاید..... بے گناہی میں ماری گئی۔

"کہتی ہے کہ اللہ کی زمین بہت بڑی ہے۔ چلی گئی ہو گی کہیں زندہ ہو گی یا پھر....."

"بکواس کرتی ہے۔" حاکم حسین تلخی سے بولے تھے۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر ٹہلنے لگے۔

"دن پر دن بیتتے چلے جا رہے ہیں۔ لوگ ٹھٹھا اڑاتے ہیں کہ حاکم منہ لپیٹ کر گھر میں بیٹھ گیا ہے۔ حاکم حسین جس پر کسی کو انگلی اٹھانے کی جرات نہیں تھی وہ....."

حاکم کوئی سخت الفاظ بولتے بولتے چپ ہو گئے تھے۔ معین کو ان کی بات کی سنگینی کا بخوبی اندازہ تھا۔

"چچا! ہر جگہ دیکھ لیا۔ ہر گھر میں، بستی کے بچے بچے کو روک کر۔ وہ یہاں نہیں ہے۔"

"میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ یہ صرف انہی کی ملی بھگت ہے۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کب تک اسے بل میں چھپا کر رکھتے ہیں۔ جس دن مجھے کوئی اشارہ مل گیا....."

مٹھیاں سختی سے بند کرتے ہوئے وہ پتھریلے تاثرات کے ہمراہ معین کی سمت مڑے۔

"تم یاد رکھنا معین! ان دونوں کا خون مجھے اپنے ہاتھوں پر نظر آتا ہے۔"

"چچا جان!" معین نے بے ساختہ بے چینی سے پکارا تھا۔ "اتنی انتہا پر مت سوچیں۔ جان سے مارنے کا اختیار کسی کو نہیں ہے۔ سزائیں صرف موت کی نہیں ہوتیں۔"

"لیکن عزت کا جنازہ جب چوراہے میں لٹکا ہو تو سزا صرف موت ہوتی ہے۔ تم دیکھنا مثلِ بہشت کے لیے عبرت ناک مثال بنا دوں گا میں ان دونوں کو....." ان آنکھوں میں آگ تھی۔ لہجہ حتمی۔ انداز بے لچک۔

"ہو سکتا ہے وہ لڑکا خضر نہ ہو؟" معین نے بھاری دل سے کہا تھا۔ وہ عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ کچھ سوچ رہے تھے۔

www.zemtime.com

"دعا کرو کہ نہ ہو..... دعا کرو کہ وہ جلد مجھے مل جائیں۔ کیوں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ میری رگوں میں دوڑتا خون زہر بنتا جا رہا ہے۔"

ان کی سانسیں تیز ہوتی چلی گئی تھیں۔ ان آنکھوں میں رحم نہیں تھا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ آگ مزید بھڑک رہی تھی۔ سرد نہیں پڑ رہی تھی۔ ہر رات وہ یہی ذہن میں سوچتے ہوئے سوتے تھے کہ سیمی ان کی آنکھوں کے سامنے آ گئی ہے۔ ان کی لگن اس قدر سچی تھی یا قسمت اچھی کہ..... سیمی بہت جلد ان کے سامنے آنے والی تھی۔

یہ مثلِ بہشت اس کا انجام دینے جا رہا تھا.....!

☆☆☆

حنا اور مناہل سیمی کے کمرے میں موجود تھیں۔ سیمی حنا سے کھل کر بات کر لیتی تھی۔

"تم میری بہن ہو سیمی، میں تم سے کوئی بات کیوں چھپاؤں گی؟" حنا نے مسکرا کر اسے دلاسا دیا تھا۔ پھر بھی وہ بے یقین تھی۔

"نجانے کیوں میرے دل کو سکون نہیں ملتا کہ ابا خاموش ہو کر بیٹھ گئے ہوں گے۔ حنا میری امی....." اس کا گلا رندھ گیا۔

"تمہارے گھر میں سب ٹھیک ہے یار۔ تمہارے والد شک کے ہاتھوں بابا کے پاس گئے تھے۔ مگر انہیں معلوم نہیں ہو سکا کہ تمہارا خضر کے ساتھ نکاح ہوا ہے۔ وہ اس کے علاوہ کیا کر سکتے تھے۔" حنا نے تسلی بخش جواب دیا تھا۔

سیمی نے پھر سے پوچھا۔

"اماں اور ثانیہ وہ دونوں ٹھیک ہیں نا۔ میں ان سے کسی طرح بات کرنا چاہتی ہوں حنا۔" وہ پر امید نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ حنا کو ایک لمحے کو چپ لگ گئی۔ اس کے دل کو ملال ہوا تھا مگر وہ سیمی کو ایک اور دکھ نہیں دے سکتی تھی۔

"ان شاء اللہ ایسا وقت بھی ضرور آئے گا۔ تھوڑا سا صبر کر لو سیمی حالات ہمارے حق میں ضرور ہوں گے۔"

"پتا نہیں کیوں میرے دل میں یہ احساس جاگتا ہے کہ میرے پیچھے کچھ باقی نہیں رہا....." اس کی آنکھیں برس پڑی تھیں۔ "جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیتی لگتا ہے جیسے ہر کوئی مجھ سے کچھ نہ کچھ چھپا رہا ہے۔"

حنا پھیکا سا مسکرا دی تھی۔

"میں سمجھ سکتی ہوں۔ اماں جان بہت جلد شہر آئیں گی۔ ان سے بات کر کے تمہیں اچھا محسوس ہو گا سیمی۔ کہو تو فون پر بات....."

"مجھے تم پر یقین ہے۔" سیمی نے مسکرانے کی کوشش کی تھی۔ حنا کو اس پر پیار آ گیا۔

"گڈ گرل۔ تم مسکراتی ہی اچھی لگتی ہو۔" اس کی تعریف کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

"تم خضر کو اب سمجھنے لگی ہو گی سیمی، اندازہ ہو رہا ہو گا کہ وہ کتنا اچھا ہے۔ صرف اس لیے نہیں کہ وہ میرا بھائی ہے بلکہ اس نے حقیقت میں تمہیں قبول کر کے دکھایا ہے۔ تمہاری فکر اس کے انداز سے جھلکتی ہے۔ تمہارے نام پر نرم تاثرات پیدا ہوتے ہیں۔ تم بھی اسے قبول کرنے کی کوشش کرو سیمی ہاں تمہارے لیے یہ زیادہ مشکل ہے پھر بھی....."

"حنا! وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے۔ یہ..... یہ سمجھتی ہیں نا آپ؟" سیمی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔ حنا اس کی بات سمجھ رہی تھی۔

"تمہیں اس کی کسی بات سے محسوس ہوتا ہے؟ کسی انداز سے.....؟"

"میں اس محبت کی گواہ ہوں۔" وہ یوں ہنس دی تھی جیسے حنا نے بچکانہ بات کر دی ہو۔ حنا بھی مسکرائی۔

"وہ تمہارا شوہر ہے سیمی کیا یہ رشتہ تمہارے اندر جذبات پیدا نہیں کرتا؟ شادی سے پہلے انسان کسی طرف مائل ہو یہ انوکھی بات نہیں ہے۔ مگر شادی کے بعد اس کا طرزِ عمل کیا رہتا ہے یہ قابلِ غور بات ہوتی ہے۔" حنا نے دبے لفظوں میں اسے اس کی

www.zemtime.com

اہمیت کا احساس دلایا تھا۔

''خضر نے اتنی جلدی تمہیں قبول کیا ہے۔ ایک ایسی لڑکی جو اس کی زندگی میں اب کہیں نہیں، تم اس کے لیے اپنی جگہ خالی رکھنا چاہ رہی ہو؟'' وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر سوال کر رہی تھی۔ سیمی نے سر اٹھایا۔

''کون جانے کہ خضر نے مجھے قبول کیا ہے یا صرف سمجھوتا کیا ہے۔ میں یہاں ہمیشہ کے لیے تو ہوں ہی نہیں۔''

''جو لوگ سمجھوتا کرتے ہیں وہ خضر کی طرح نظر نہیں آتے۔ یقیناً تم ہمیشہ یہاں نہیں ہوگی۔ مگر خضر کی زندگی میں ضرور ہوگی۔ یہ کتنے لوگوں کی خواہش ہے سوچ سکتی ہو.....؟''

سیمی کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔ اس کے سامنے ماں کا چہرہ گھوما۔ جو دکھی ہونے کے ساتھ ساتھ مطمئن تھا۔ اور شاید خوش بھی۔ اور شاید خوش سے زیادہ پر یقین۔

''خضر تمہیں خوش رکھے گا سیمی۔'' وہ چاہتی تھیں سیمی خضر کے ساتھ خوش رہے۔

خالہ کا چہرہ جیسے وہ اپنی زندگی میں دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کی ماں کا کوئی سگا رشتہ بھی ہے۔ وہ خالہ ساری دنیا سے زیادہ خوش۔

''کیا سوچ رہی ہو؟'' حنا نے اسے گہری سوچوں سے جگایا تھا۔ اس نے خالی خالی نگاہوں سے نفی میں سر ہلایا۔

''کچھ نہیں.....''

حنا نے باہر خضر کو روک کر کہا تھا کہ وہ سیمی کو شاپنگ پر لے کر جائے۔

''اس کے پاس کپڑے نہیں ہیں اسے شاپنگ پہ لے کر جاؤ خضر۔''

''وہ تو جیسے مان جائے گی۔'' خضر کو یہ کام سب سے ضروری لگا تھا۔ مگر سیمی کی ضد بھی یاد آئی۔

''تمہاری تو مان جائے گی۔'' حنا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

خضر گنگناتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔

''سیمی! تیار ہو جاؤ فٹافٹ.....'' اس نے آتے ہی حکم جاری کیا اور اپنی شرٹس میں سے ایک منتخب کرنے لگا۔

''خیریت؟'' اس نے پوچھا۔

''ہاں۔ تمہیں ایک خفیہ مقام تک پہنچانا ہے۔'' اس نے مڑے بغیر جواب دیا۔ سیمی چڑ گئی۔

''آپ خود کسی خفیہ مقام کا رخ کریں۔ سب کو سکون آجائے گا۔''

''ہاہاہا..... کیا اتنا تنگ ہیں مجھ سے سب؟'' وہ ہنسا اور مڑ کر تنک مزاج لڑکی کو دیکھا۔

''اس سے کہیں زیادہ.....'' کم از کم وہ خود بہت تنگ تھی۔

''وہ تو صرف ایک ہی صورت ممکن ہے۔ میری موت کی صورت۔'' خضر نے بے ساختہ کہا۔ سیمی دہل گئی۔

''یا اللہ.....'' اس نے سخت ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ ''اس کا یہ مطلب تھوڑی تھا۔ بے وقوف انسان۔ کوئی گھڑی قبولیت کی بھی ہوتی ہے۔''

''ہاں۔ سوائے موت کے میں ''تنگ'' لوگوں کا پیچھا آسانی سے نہیں چھوڑ سکتا۔ ویسے تم نے یقیناً دل میں ''آمین'' کہا ہوگا۔''

اس نے پورے یقین سے کہا تھا۔ لبوں پر ہنسی تھی، آنکھوں میں چمک، سیمی کو زہر لگ رہا تھا۔

''میرے بارے میں فارغ اندازے مت لگایا کریں۔ اور کوئی کام نہیں آپ کے پاس کرنے کو.....'' وہ طنزیہ کہنے لگی خفگی سے۔ خضر ایک شرٹ نکال کر ٹیک لگا کر فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''فی الحال تو نہیں اس لیے اس وقت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ شاپنگ پر جا رہے ہیں ہم، میری جاب ہوگئی تو پھر وقت نہیں ملے گا۔'' وہ کہتے ہوئے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا۔

''خضر.....'' سیمی نے منع کرنے کے لیے

www.zemtime.com

تیزی سے اسے پکارا تھا۔ توقع کے عین مطابق.....

''باقی محبت بھری باتیں گاڑی میں، تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں۔'' جاں نثار نظریں اس پر نچھاور کرتا ہوا اس نے آنکھ کا کونا دبایا اور جھپاک سے دروازے کے پیچھے غائب۔

سیمی کے پاس آج کل بھرنے کے لیے صرف ایک ہی قسم کا گھونٹ رہ گیا تھا.....اور وہ تھا صبر کا گھونٹ!

☆☆☆

شام ڈھلنے کو تھی۔ ثانیہ کھچڑی بنانے کے لیے چاول صاف کر رہی تھی۔ کرم الٰہی کی طبیعت سنبھل نہیں رہی تھی۔ حالت پہلے سے زیادہ بری نہیں تھی، پھر بھی تشویش ناک بات تھی۔ کرم الٰہی میں ہمت بہت تھی۔ یہ چیز ثانیہ کو متاثر کرنے لگی تھی۔ چھوٹی بڑی تکلیف یا بیماری کو وہ خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ نہ زبان سے اقرار کرتا۔ کھڑے ہونے کی سکت نہ ہوتی پھر بھی لاٹھی کا سہارا لے کر وضو کرتا۔ نماز پڑھتا۔ ثانیہ اس کو دیکھتی اور خود کو.....تو شرمندہ ہو جاتی تھی۔

اس کی کچھ عادات ثانیہ کو پسند نہیں تھیں، تو کچھ بہت ہی مثبت۔ اتنے دنوں میں اس نے ایک بار بھی اسے اللہ سے شکوہ کرتے نہیں دیکھا تھا۔ اپنی محرومیوں پر اس کے لہجے میں ثانیہ کو حسرت جھلکتی نظر آتی تھی۔ پھر وہ فوراً اللہ کا شکر ادا کرنے لگتا تھا۔ ثانیہ کو پہلے اس سے کراہیت آتی تھی۔ اب اس پر صرف ترس آتا تھا۔ پہلے وہ اسے ظالم دیو سے کم نہیں لگتا تھا۔ ہاں موقع پرست تھا۔ اب اسے ہمدردی محسوس ہوتی تھی۔ طعنے دیتا تھا، شک کی نگاہ رکھتا۔ ہر انسان کا ظرف.....مگر نقصان نہیں پہنچایا تھا اسے۔

اس کے بھائی بھتیجے تھے مگر کوئی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس کی سخت مزاجی کے سبب۔ وہ بھی ان کا غصے سے ذکر کرتا تھا۔ ثانیہ کی موجودگی میں دو بھائی اس کے گھر آئے۔

''یہ سفید داڑھی میں خوب نیک نامی کمائی ہے۔ کیا شاندار کارنامہ انجام دیا۔'' وہ دانت پیس کر اسے گھورتے رہے تھے۔ نفرت بھری نگاہ ثانیہ پر ڈالی جو دروازے کے پیچھے چھپ کر کھڑی تھی۔

''حسد کر رہے ہیں یا مبارک دے رہے ہیں۔'' کرم الٰہی بغیر اثر لیے زور سے ہنس پڑا تھا۔ پورے دانت تھے نہیں اس کے، ہنسی معصوم سی لگتی تھی۔

''تو کس قابل ہے یہ دیکھ کر خود حساب لگا لے۔'' بات سخت تھی۔ اس کے تاثرات بدلے۔

''نکاح کیا ہے، بھگا کر نہیں لایا۔''

''بھگا کر نہیں لایا تو بھاگ ہی جاتی۔ کیا مصیبت پڑی تھی اس عمر میں جگ ہنسائی کی۔ بدبخت .....یہ کوئی عمر ہے ایسے چونچلوں کی۔''

ثانیہ کو نجانے کیوں شک گزرا کہ کرم الٰہی کے چہرے پر پرچھائی لہرائی۔

''جب تم لوگوں کی بیوی مرجائے اور در پر ایک اولاد نہ نظر آئے، پھر یہی سوال آ کر کر جانا۔'' بات کیا تھی، آگ تھی شعلہ تھی۔ بھڑکا گئی، جلا گئی جھلسا گئی۔

''اوئے شرم نہیں آتی تجھے بھائیوں کی اولادوں کو بددعا دیتے۔ اللہ نے تجھے اولاد نہیں دی اسی لائق تھا۔ حاسد انسان، بدنظر۔'' دونوں بکتے جھکتے اسے بددعائیں دیتے رخصت ہوئے تھے۔

کرم الٰہی نے بھی دفع دور جیسے تاثرات کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ پھر رات گئے ان پر لعنتیں بھیجتا رہا تھا۔

''آٹھ آٹھ ہفتوں تک پلٹ کر دیکھتے نہیں مر گیا کہ زندہ ہے۔ خیال نہیں کہ غیروں کا محتاج ہے۔ ضرورتوں کے لیے ایک ایک کی منتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ آ جاتے ہیں مکروہ صورتیں اٹھا کر.....''

ثانیہ کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔ یہی سب وہ لوگ سمجھنا نہیں چاہتے تھے۔ زبان کا تلخ تھا، شیریں بھی ہو جاتا گر کوئی اس کا احساس کرتا۔ لیکن ثانیہ نے سوچ لیا تھا۔ کرم الٰہی ہی اس کا سہارا ہے۔ اور وہ کرم الٰہی

www.zemtime.com

کی ضرورت۔
بیٹھے بیٹھے اس نے خود کو سوچوں کی گرفت سے آزاد کیا۔ کرم الٰہی اس سے پوچھ رہا تھا۔
"کھچڑی صبح تک بن جائے گی؟ ہڈیاں ہیں نا گلنے میں پہروں لگتے ہیں۔"
"ہیں..... کون سی ہڈیاں.....؟" وہ ہونق بن گئی۔ "کھچڑی میں ہڈیوں کا کیا کام؟"
"یہ تو تجھے پتا..... تیرے کام کی رفتار سے تو لگتا ہے آج بھوکا سوؤں گا۔" اس نے طنز کیا تھا۔ ثانیہ آہستہ سے ہنس پڑی۔
"توبہ، اتنا بے صبرا پن..... بنا رہی ہوں، صبح سے پہلے پہلے تیار ہوگی۔" ثانیہ نے اسے دلاسا دیا۔
کرم الٰہی نے ذرا سا سر اونچا کیا۔
"اس سے بہتر یہ نہیں ہے کہ میں کچے چاول ہی پھانک لوں..... پھر چین سے سو جاؤں۔"
"بات تو اچھی ہے۔ مگر تو بغیر دانتوں کے چبائے گا کیسے..... ذرا کوشش کرو میں دیکھنا چاہتی ہوں۔" ثانیہ نے بلا کی سنجیدگی سے کہا۔
کرم الٰہی کے ہاتھ فوراً چارپائی کے نیچے جانے لگے۔ پاس رکھی لاٹھی اٹھانے کے لیے..... ثانیہ تیزی سے ہنستی ہوئی اس کی پہنچ سے دور ہوئی تھی۔
گھر میں گھی نہیں تھا۔ کرم الٰہی نے چندا کو بلایا تھا حسب معمول وہ فوراً حاضر تھی۔
"اس کو پیسے دے دو، یہ مزمل سے گھی لا دے گی۔" وہ نقاہت سے بول رہا تھا۔ ثانیہ نے چندا کو دیکھا جو منتظر کھڑی تھی۔
"چندا کے پاس سے تو بہت حساب ہے تمہارا۔ یہ گھی لا دے گی۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تھی۔ چندا چونک گئی۔
"کون سا حساب؟"
"وہی جواب تک ادھار کی صورت تم کرم الٰہی سے بٹورتی رہی ہو۔ کب لوٹا رہی ہو؟" ثانیہ کے براہ راست تقاضے پر چندا کی رنگت بدلتی چلی گئی تھی۔
"دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا؟ مجھ سے یہ بات کرنے والی تم ہوتی کون ہو؟" وہ یکا یک آگ بگولا ہو کر بولی تھی۔ ثانیہ اسی کی توقع کر رہی تھی۔ سکون سے بولتی گئی۔
"میں نے ایسا بھی کچھ غلط نہیں کہہ دیا ہاں مگر تمہاری شاید چوری پکڑ لی ہے۔ بات کچھ یوں ہے کہ تمہارا بات بات پر کرم الٰہی سے پیسے وصول کرنا بہت غلط اور ناجائز ہے۔ اب اس پر رحم کھاؤ اور ساری رقم اسے لوٹاؤ۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اسے علاج اور خوراک کے لیے پیسوں کی زیادہ ضرورت ہے۔"
وہ سینے پر ہاتھ باندھے چندا کو لاجواب کیے اسے دیکھتی جا رہی تھی۔ چندا سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ کل کی آئی لڑکی اس کی عیاشیوں کی راہ میں حائل ہو جائے گی۔
"ہاں تو میں کون سا فری میں لیتی رہی ہوں۔ ادھار لینا کون سا گناہ ہے میں تو ہمیشہ....."
"میں بھی وہی کہہ رہی ہوں کہ ادھار کی ایک دن واپسی بھی ہوتی ہے۔ کب ہو رہی ہے واپسی..... کل پرسوں دو دن چار دن؟" وہ اسے چھوڑنے والی نہیں تھی۔ چندا کا چہرہ سرخ پڑنے لگا تھا۔
"کرم الٰہی! میری بے عزتی کرنے کے لیے مجھے بلایا تھا۔ یہ کیا بکواس کیے جا رہی ہے، کیا میں تیری دولت کھاتی رہی ہوں؟" وہ کرم الٰہی کے پاس آ کر چلا کر بولی تھی۔
ثانیہ کے اندر کڑواہٹ گھل گئی۔ جھوٹ کھلتا ہے تو انسان اسی طرح چیختا چلاتا ہے۔
"رہنے دے ثانیہ کر دے گی واپس..... کن باتوں کو پکڑ لیا۔ اس کے شوہر کے پاس نہیں ہیں ابھی۔"
"یہ تو اس محترمہ کو سوچنا چاہیے نا۔" ثانیہ طنزیہ بولی تھی۔ "آج اس کا شوہر چند سو نہیں دے سکتا تو ہزاروں کیسے واپس کرے گا۔ شرم آنی چاہیے تم لوگوں کو ایک لاچار اور بوڑھے شخص کو لوٹتے ہوئے....." وہ دو قدم آگے آئی تھی۔ اور انگلی اٹھا کر چندا کو اس کی اصلیت بتائی تھی۔ چندا کو جیسے کسی نے اٹھا کر

www.zemtime.com

کھائی میں دھکا دے دیا تھا۔

''تم..... تم۔'' وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مارے بے یقینی سے بول نہیں پا رہی تھی۔

''میں پہلے دن سے ہی تم لوگوں کی نیت پہچان گئی تھی۔ اس کو بے وقوف بنا سکتے ہو مجھے نہیں۔ اپنے شوہر کی دکان سے یہاں راشن پہنچاؤ اور مہربانی کر کے اپنی ضرورتوں کے لیے اپنے شوہر کی طرف دیکھو۔ یہاں سے تمہارے اخراجات بند۔''

''میں کہہ رہا ہوں بکواس بند کر..... میں خود جا کر لے آتا ہوں سودا۔ فضول باتوں میں لگ گئی ہو۔ چندا دل برا نہ کرنا یہ تو پاگل ہے۔'' کرم الٰہی اسے جھڑکتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ چندا نے رونا مچا دیا۔

''بس چچا! اچھی عزت افزائی ہو گئی ہے۔ ایک ایک پائی لوٹا دوں گی۔ کوئی گری پڑی نہیں ہے چندا۔ تیری ہی شہ پر یہ مجھ سے زبان لڑا رہی ہے۔ لگام کھینچ کر رکھی ہوتی تو.....'' جذبات میں بولتے اس نے آنسو نوچے۔ ''جا رہی ہوں میں، اب اس کی رکھوالی کرنی ہو تو مجھے مت بلانا۔ آج اس کے پر نکلے ہیں کل تجھے بھی اس گھر سے نکال باہر کرے گی۔ یاد رکھنا۔'' وہ روتی پیٹتی کرم الٰہی کے روکنے کے باوجود اپنے گھر چلی گئی تھی۔

اس کے جاتے ہی شور ختم ہوا۔ فضا میں سکون در آیا۔ کرم الٰہی نے تاسف بھری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

''کیا ضرورت تھی تجھے، میں ہی اسے بلاتا تھا۔ میرا کام کر دیا کرتی تھی ناراض کر دیا۔''

''اس کی فکر مت کرو۔ اب وہ سارے کام کرنے کے لیے میں موجود ہوں۔ جن لوگوں کے دلوں میں احساس نہ ہو ان سے پیچھا چھڑانا ہی بہتر ہے۔''

''دلوں کا حال ہم کیسے جان سکتے ہیں۔'' وہ یاسیت سے بول رہا تھا۔ ثانیہ نے مضبوطی سے کہا۔

''خلوص چہروں سے نظر آ جاتے ہیں۔ اور رہی مجھ پر نظر رکھنے کی بات.....''

کرم الٰہی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور وہ لمحے بھر کو رکی۔ چندا کی بات نے اس پر بہت کچھ آشکار کر دیا تھا۔

''جن کو جانا ہوتا ہے، وہ زندان کی قید توڑ کر بھی چلے جاتے ہیں۔ میرے سامنے تو پھر بھی کھلا آسمان ہے۔ لیکن میں نے اس ماحول کو اپنے رہنے کے لیے سازگار کر لیا ہے۔''

وہ آہستگی سے کہتے ہوئے لکڑیاں جلانے چلی گئی تھی۔ کرم الٰہی یقین و بے یقینی کے مابین جھولتا رہ گیا تھا۔

☆☆☆

رات سیاہ تھی اور پر رونق..... سحر طراز اور چمک دار.....

رات سیمی تھی..... سماں خضر..... کائنات میں گویا دو ہی منظر رہ گئے تھے۔ دو فرد..... دو دل..... دو انسان..... ایک داستان۔

شاپنگ مالز کی دمک اور روشنیاں مسحور کن تھیں۔ ٹریفک کا شور، پارکنگ کی ملگجی روشنیاں سب بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔ شاپنگ مال کی راہداریوں میں چلتی سیمی..... اور اس کے آگے پیچھے گھومتا خضر..... اس کے چہرے پر تمام روشنیوں سے زیادہ جگمگاہٹ تھی ایک ایک ادا میں سچی خوشی بھی وہ آگے آ کر الٹے قدموں چلتا ہوا سیمی کو پوری محویت سے کچھ بتانے لگتا۔ کسی جگہ روک کر انگلی سے اشارہ کرتا۔

سیمی کو کئی بار اس کی حرکتوں پر ہنسی آ جاتی تھی۔ وہ سمجھتا سیمی کو اس کی بات کا یقین نہیں آیا۔ خضر ٹھہر کر یقین دلانے والے انداز میں اپنی بات پر زور دیتا۔ سیمی ہنسی دبا کر زور زور سے اثبات میں سر ہلاتی۔ ہاں ہاں ٹھیک ہے، اسے یقین ہے مگر خضر کی تسلی نہ ہو پاتی۔ وہ گہری سانس لے کر کہتا۔

''اچھا تم نہ مانو۔'' اور پھر سے دونوں چلنے لگتے۔ خضر کی پشت ہوتی اور سیمی کی مسکراہٹ۔ کتنا دل چسپ تھا وہ۔ سیمی اس بھیڑ میں اور اس چکا چوند میں اس انسان کے ساتھ پچھلے دنوں کی ساری اداسیاں فراموش کر چکی تھی۔

www.zemtime.com

"یہاں پر موجود اس برانڈ کا سب سے خوب صورت ڈریس پیش کیا جائے۔" خضر نے شاہانہ انداز اختیار کرتے ہوئے سیلز گرل کو مخاطب کیا تھا۔

سیلز گرل مسکراتی ہوئی "او کے سر" کہتی ہوئی فوراً متحرک ہوئی۔

"خضر! مجھے سادہ کپڑوں کی عادت ہے۔" سیمی کو اعتراض ہوا تھا۔

"شش!" اس نے ہونٹ گول کر کے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔

دونوں آگے بڑھے اور ایک ایک ڈریس دیکھنے لگے۔ وہ تمام بہترین ڈیزائنرز کے بنے لباس تھے۔ ایک سے بڑھ کر ایک..... لیکن ایک فراک پر سیمی اور خضر کا ہاتھ ایک ساتھ رکا تھا۔

خضر نے ایک مسکراتی نگاہ سیمی پر دوڑائی۔ اس نے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔

"تمہاری اور میری چوائس ملتی ہے نا۔" خضر نے وہ ڈریس اٹھاتے ہوئے سیدھا کیا۔ یہ گھر میں پہننے کے لیے معمولی لباس نہیں تھا۔ پھر بھی خضر نے اسے منتخب کر لیا تھا۔

"نہیں، بس ویسے ہی اچھا ہے۔ مجھے پسند نہیں ہے۔" سیمی نے اس کی بات کی نفی کی۔

"لیکن تم پر بہت خوب صورت لگے گا۔"

وہ وائٹ کلر کا نیٹ کا جالی دار یونیک سا فراک تھا جس کے بارڈر پر اور درمیان میں نگینے جڑے پھول ٹانکے گئے تھے۔ بلاشبہ کسی پر بھی جچ سکتا تھا۔

"میم! آپ پر واقعی اچھا لگے گا۔" سیلز گرل نے پیشہ ورانہ ذمہ داری نبھائی تھی۔ خضر نے یہ اس کے حوالے کیا۔

"تم میں ایک اچھی وائف بننے کی کوالٹی موجود ہے۔" خضر نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی پھر وہ سیلز گرل کی طرف مڑا۔ "پیک....."

سیمی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"یہ اپنے شوہر کی جیب پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی۔ ہاؤ سویٹ!" سیلز گرل دبی دبی مسکراہٹ کے ساتھ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

پھر اس کے نہ نہ کرنے کے باوجود خضر نے اپنی پسند سے اس کے لیے ملبوسات لیے۔ ریڈ، میرون، فیروزی اور زنک کلر کے وہ تمام لباس جو خضر کے مطابق سیمی پر اچھے لگ سکتے تھے۔ وہ دل ہی دل میں اس کی پسند کا اعتراف کیے بغیر رہ نہیں سکی تھی۔

دو گھنٹے بعد وہ اس کے جوتے، پرفیومز، چھوٹی موٹی جیولری اور ضرورت کی باقی چیزیں لینے کے بعد سیمی اس پر اچھی خاصی ناراض ہو چکی تھی۔

"اسے فضول خرچی کہتے ہیں۔ جب خود کمائیں گے تب آپ کو احساس ہوگا۔" وہ بگڑے تیوروں کے ساتھ بولی تھی۔ خضر شاپنگ بیگز انگلیوں میں پھنساتا ہنسا تھا۔

"تب اس سے ڈبل چیزیں تمہارے لیے خریدوں گا۔ وعدہ....." اس نے ہنس کر سیمی کو چڑایا تھا۔ سیمی کا دل چاہا ایک مکا اس کے کندھے پر جڑ دے۔

(ہاہ! اب اتنی بھی بے تکلف نہیں ہے وہ) سوچ کر اس نے کندھے جھٹکے۔

"میں ہائی ہیلز نہیں پہنتی۔" اس نے پاؤں پٹخ کر خضر کو متوجہ کیا۔ خضر نے سکون سے خود کو اس کی طرف موڑا۔

"میں جانتا ہوں۔"

"تم کیسے جانتے ہو؟" ماتھے پر شکن ڈال کر پوچھا۔

"پتا نہیں مگر مجھے لگتا ہے میں تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔" خضر نے اسے الجھانے کے لیے نہیں کہا تھا۔ مگر وہ الجھ گئی۔

"تمہاری شخصیت کھلی کتاب کی مانند ہے، جس کے بیچ بیچ کے پنے میں نے کہیں تو پڑھ رکھے ہیں۔" خضر نے پرسوچ انداز میں کہا۔ مگر فی الحال یہ وقت ان باتوں کے لیے موزوں نہیں تھا۔

"خیر میرے دوست کا نکاح ہے عنقریب..... سو یہ سب جلد تمہارے کام آئے گا۔ ڈونٹ وری۔"

www.zemtime.com

"اف.....!" کیا آدمی تھا، کیا کیا سوچ کر چلتا ہوا۔ سیمی اب اس کے ساتھ کسی تقریب بھی جائے گی؟ اف اف اتنا خوش فہم.....

"آؤ ناں رک کیوں گئیں۔ بھوک لگ رہی ہے، ایک بہت اچھی جگہ ڈنر کرتے ہیں۔ کیا یاد کرو گی۔"

ایک اور احسان۔ ایک اور مہربانی۔ وہ تیزی سے خضر کے پیچھے لپکی۔

وہ دونوں شاپنگ مال سے نکل رہے تھے جب عقب سے نسوانی آواز نے اسے پکارا تھا۔

"ہائے خضر!" خضر بے اختیار رکا۔ سیمی کے قدم بھی تھمے تھے۔

"کیسے ہو، یونیورسٹی سے فارغ کیا ہوئے کوئی رابطہ ہی نہیں۔" وہ دریہ تھی خضر کی یونیورسٹی فیلو اور فرینڈ.....خضر اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"ہیلو دریہ! گڈ ٹو سی یو.....بس یار کچھ مصروفیت ہی ایسی تھی۔ تمہارے فنکشن پر تو آنا ہی تھا۔" خضر کی نظر خاموش سیمی پر پڑی تو اسے خیال آیا۔

"سیمی! یہ دریہ ہے میری دوست ..... یونیورسٹی میں ہم لوگ ساتھ پڑھے ہیں۔ بلال اور اس کا نکاح ہونے جا رہا ہے جن کی پورے کورس کے دوران کبھی نہیں بنی۔"

خضر کے تعارف پر دریہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنستی چلی گئی تھی۔

سیمی ایک کی کھنک دار ہنسی کو محسوس کر کے رہ گئی۔ جس کے چہرے کی رونق کوئی انوکھے سے رنگوں کو آشکار کر رہی تھی۔ جذبات کے رنگ.....اور محبت کے رنگ.....طمانیت بھری ہنسی۔

"ہاہ! اب میں لڑائی جھگڑے سے شروع ہو کر محبت پر آنے جیسے روایتی جملے نہیں بولوں گی۔ ہاں بس ہم دل کے برے لوگ نہیں ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا پھر جلدی سے بولی۔

"خیر یہ کون ہیں ان سے بھی تعارف کراؤ۔"

اپنی باتوں میں مگن دریہ کو بھی اچانک خیال آ گیا تھا۔ سیمی کا دل رک گیا۔

خضر نے خود سے اس کا تعارف نہیں کروایا تھا۔ اور وہ بھی خود کو ان کمفرٹیبل محسوس کر رہی تھی۔ اس پر براہ راست دریہ کا اس سے تعارف مانگنا.....خضر کی خاموشی اسے محسوس ہو گئی تھی۔ اس نے نظریں جھکا لیں۔ ایک خوش گوار و سہانے بیتے لمحات کا سارا چارم ختم ہونے جا رہا تھا۔

"یہ سیمی ہے۔" خضر نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا نام بتایا۔ اور بس نام.....سیمی کو نجانے کیوں لگا کہ اس کا دل جکڑا گیا ہے۔

"نائس نیم .....ہیلو ڈیئر!" دریہ نے خوش اخلاقی سے اس کی جانب ہاتھ بڑھا دیا۔

ہاں جو ریلیشن ٹائٹل سیمی کو شاید مذاق میں ملتا رہتا تھا۔ وہ ضروری نہیں کہ دنیا کے سامنے بھی ملنے لگے۔ اس نے بے حد سست روی سے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے وہ ہاتھ تھام لیا تھا۔

"سیمی خضر حیات.....میری مسز.....ایک نئی نویلی دلہن!" وہ خضر تھا۔ جو کہتا تھا پوری طرح کرتا تھا۔ اس میں کچھ جھوٹ نہیں تھا۔ اس کے دو چہرے نہیں تھے۔ وہ صرف اچھا یا برا ہو سکتا تھا۔ دوغلا اور منافق نہیں۔

"تمہارے نکاح سے پہلے میں شادی شدہ ہو گیا۔" خضر ہلکے پھلکے انداز میں کہہ کر ہنس دیا تھا۔

سیمی کی پوری ہستی ہل چکی تھی۔

اسے محسوس ہوا کہ وہ بغیر سانس کے زندہ ہے۔ اس کے سارے قیاس ملیا میٹ ہو گئے تھے۔ یہیں کھڑے کھڑے سیمی کو پوری سچائیوں سمیت یقین آ گیا تھا کہ خضر نے واقعی اسے اپنا لیا تھا۔ یہ صرف بند کمرے کی بات نہیں رہی تھی۔ عطر بن کر پھیل گئی تھی۔ جہاں تک ہوا چلی، اڑ چلی.....فضا دلہن دلہن ہوئی۔ وقت یار، دلدار.....!

"خضر مذاق کر رہے ہو؟" دریہ کی بے یقینی کی آخری حدوں پر آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ ہاں وہ مذاق

www.zemtime.com

کرنے کا عادی تھا مگر اتنی جلدی.....؟

وہ بھی اسے مذاق سمجھتی آ رہی تھی، مگر اتنی جلدی.....اور اتنی آسانی سے وہ ایک ہو رہے تھے .....کیوں، کیا اور کیسے فراموش کر کے ہر سوال پسِ پشت ڈال کے۔

''اس میں اتنی حیرت کی کیا بات ہے۔ سب کچھ بہت جلدی میں ہو گیا میں انفارم نہیں کر سکا۔'' خضر نے کندھے اچکا دیے۔ پیارا لگا۔ معصومیت سے پیارا ترین لگا۔

''ہاں مگر تم تو شمائلہ سے.....'' اس کے چہرے پر شاک سا ابھرا تھا۔ وہ دونوں کی پسندیدگی سے واقف تھی۔

سیمی کے اندر کچھ چھناکے سے ٹوٹا۔ وہ دور تک ٹوٹتا گیا۔ خضر کی باتوں کا لمحاتی سحر ٹوٹ گیا۔ اس کے گرد کھڑی رومانوی کیفیت کی دیواریں گرتی چلی گئی تھیں۔

''سیمی! تم گاڑی میں چل کر بیٹھو.....میں ابھی آتا ہوں۔'' اس نے نرمی سے سیمی کو مخاطب کیا تھا۔

وہ دو قدم پیچھے ہوئی اور اس پر نظر ڈالے بغیر تیزی سے پلٹ گئی۔ گاڑی تک پہنچنے تک اس کے قدم من من بھاری ہو رہے تھے۔ اندر بیٹھتے ہوئے اس نے زور سے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور گہری سانس لینے لگی۔ اسے وحشت سی ہو رہی تھی۔ وہ ہانپ رہی تھی جیسے میلوں دور سے چل کر آ رہی ہو۔ خضر دریہ سے کچھ کہہ رہا تھا۔ دریہ سر ہلاتے ہوئے پیر گھما کر گاڑی کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ سیمی پر ایک تفصیلی نظر۔ سیمی نے سامنے دیکھتے ہوئے سیٹ سے ٹیک لگا لی۔ وہ جس قدر بچنا چاہتی تھی اس نام سے .....بار بار وہ اس کے سامنے آ رہا تھا۔ اور اسے بتا رہا تھا کہ ہر جگہ وہی ہے صرف وہی.....زندگی کے دل میں بھی۔ اور خضر کے اردگرد بھی۔

سیمی نے بے بسی سے لب بھینچے۔ وہ کتنی بھی کوشش کر لے سب کچھ اسی طرح رہنا تھا۔ شروع سے آخر تک۔ ٹپ ٹپ آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔ وہ اس تکلیف کو کوئی نام نہیں دینا چاہتی تھی لیکن۔ بسا اوقات کتنا کٹھن ہوتا ہے اس وقت میں جینا، جس کے لمحات تو آپ کی دسترس میں ہوں مگر ان پر آپ کا کوئی حق نہ ہوا۔ اور اپنا حق وہ شاید جانتی نہ تھی یا لینا نہ چاہتی تھی، ہاں مگر آنکھوں کی یہ برسات.....ہتھیلیوں پر برستی رہی۔

☆☆☆

حویلی کی کھڑکیوں سے رات جھانک رہی تھی۔ جامنی سے اندھیرے میں آسمان پر زردی مائل بادل چھائے ہوئے تھے۔ شمائلہ باہر کے موسم سے بے نیاز صرف اپنے کمرے میں بند تھی۔ اپنے ٹاسک کے عین مطابق آج سارا دن لگا کر اس نے ناول کی آخری قسط مکمل کی تھی۔ وہ ہمیشہ سے ٹائپ خود کرتی تھی۔ مگر یہ پہلا موقع تھا کہ جب اسے ٹائپنگ ہی نہیں پوری قسط خود لکھنی پڑی تھی۔ اس دفعہ صرف یہی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ سیمی سے کوئی مشورہ کیے بغیر.....اور سراسر اپنی منشا کے مطابق اس نے کہانی بدل دی تھی۔ یہ سوچے بغیر کہ اس کی مرضی کے دیے اختتام نے پوری کہانی پر کس قدر برا اثر ڈالنا تھا۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اور کوئی چیز اسے ایسا کرنے سے نہیں روک سکتی تھی۔ اس پر صرف ایک ہی دھن سوار تھی۔ شہرت اس کے نام پر تھی۔ وہ سیمی کی محتاج نہیں تھی۔ وہ جب چاہتی، جیسے چاہتی نا صرف لکھ سکتی تھی بلکہ کرداروں کو توڑ مروڑ سکتی تھی۔

اس نے اختتامی سطر لکھتے ہوئے ایک فاتحانہ نظر لیپ ٹاپ اسکرین پر ڈالی۔

''فائنلی.....!'' نیچے تین اسٹارز ڈالتے ہوئے اس نے خود کو شاباشی دی۔

''میں نے وہ کر دیا ہے جس کا وعدہ خود سے کیا تھا۔'' وہ خود کلامی کرتے ہوئے فخریہ، فولڈر کھول رہی تھی۔

''میں چاہتی ہوں سیمی، تم یہ قسط پڑھو اور اس میں اپنا چہرہ دیکھو۔'' اس کا چہرہ نا فہم سے تاثرات

www.zemtime.com

سے اٹ گیا تھا۔

"میں شائلہ ہوں۔ سب کچھ اپنے نام کرنے والی۔"

اس نے دو سیکنڈ لیے تھے فائل کو سینڈ کرنے میں..... ایک کلک اس نے میگزین کے میل ایڈریس پر کیا۔ اور دوسرے کلک پر یہ فائل خضر کو میل کر دی تھی۔ اب وہ جانتی تھی اس کا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے۔

خضر سے نکاح ہو گیا تھا تو کیا ہوا۔ نکاح ساری زندگی تو نہیں رہتے؟

☆☆☆

شمریز ایک بار پھر اس کے سامنے تھا۔ عرض گزارسا..... لاچارسا۔ ایک نظر کا طلب گار۔

ثانیہ نے پہلی ملاقات پر بہت طیش کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس کی دوسری ملاقات بہت حیران کن تھی۔ وہ زبان سے کچھ نہ بولا۔ نظر نہ اٹھائی..... بس کپکپاتی پلکوں اور بھنچے لبوں کے ساتھ۔ آج وہ معافی بھی نہیں مانگ رہا تھا۔ ثانیہ کے پاس اس کے لیے دینے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر بھی وہ گنگ سی اسے دیکھتی چلی گئی تھی۔ چند ہفتوں میں ہی شوخ، ہنس مکھ، شرارتی اور خوشبوؤں میں بسا شخص کیا سے کیا ہو گیا تھا۔ کیا سچ مچ اس کے لیے؟ اس کے بالوں سے لگتا تھا کہ وہ نہاتا ہے تو شاید کنگھا کرنا بھول جاتا ہی۔ سوتا ہے تو شاید کھلی آنکھوں سے..... آنکھیں بند کرنا بھول جاتا ہے۔ چند نوالے نگل لیتا ہے مگر پانی کی شدید ضرورت ہے اسے۔

آنکھیں شدید زرد، گہرے حلقے، ہونٹوں پر خشکی، آئلی اسکن، اور ملگجے سے کپڑے۔

وہ روزانہ اس کا دروازہ بجاتا تھا۔ ثانیہ نہیں کھولتی تھی۔ کبھی تنگ آ کر کھول دیتی تو اس کا دل بند ہو جاتا تھا۔ اس کے ساتھ جو ہوا تھا وہ اس پر کسی کو معاف کرتی یا نہیں، مگر وہ چاہتی تھی کہ سب اسے بھول جائیں۔ اس کے حال پر چھوڑ جائیں۔ حالات پہلے جیسے نہیں رہے تھے تو وہ چہرے بھی پہلے والے نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"شمریز....." ثانیہ بہت مضبوط بنتی تھی۔ مگر آج بے حسی طاری نہیں کر پائی تھی۔

"کیوں چلے آتے ہو شمریز؟" اس نے حتی المقدور کوشش کی کہ اس کے اندر کا درد اس کے الفاظ میں ظاہر نہ ہو۔

شمریز نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تو ثانیہ نے فوراً نگاہیں گھما لیں۔ وہ اس شخص کو اب نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"اپنے ٹھکرائے جانے کی ہتک محسوس ہوتی ہے مجھے۔ اور میں چاہتا ہوں تم نفرت کرو مجھ سے، مجھے اسی میں تھوڑا سا سکون ملتا ہے۔ سزا نہ کاٹی جائے تو دل جرم کا بوجھ نہیں سہہ پاتا۔" وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے جمائے بولتا چلا گیا تھا۔

ثانیہ نے محسوس کیا اس نے سانس نہیں لیا ہے۔ وہ بغیر سانس لیے کئی وقت تک بول سکتا تھا۔

"یہ سزا بلاوجہ تم نے خود منتخب کی ہے۔ اسے میرے گلے کا طوق کیوں بنا رہے ہو؟"

"تم نفرت کرنے لگی ہو نا مجھ سے؟" اس کی بات پر وہ چند لمحے زخمی سا اسے دیکھتا رہا تھا۔ ثانیہ نے جواب نہیں دیا۔ پلکوں کو جنبش نہیں دی۔

"بتاؤ، اتنی نفرت کرتی ہو؟"

"نہیں کرتی شمریز اب کچھ نہیں کرتی۔ نہ نفرت نہ محبت، ہماری منزلیں جدا ہو گئی ہیں۔ زندگیاں الگ۔ تم مجھ پر وقت ضائع کر رہے ہو۔"

"تمہاری باتیں مجھے بہت تکلیف دے رہی ہیں۔ کیسے کر لیتی ہو ثانیہ؟" وہ افسردہ چہرے کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔ ثانیہ نے بڑے ضبط سے اسے دیکھا۔

"شمریز، اب وقت نہیں ہے۔"

"پھر کون سا وقت ہو گا، تم مجھے بتاؤ؟" وہ تڑپ کر بولا تھا۔

"ہمارے درمیان وقت آ گیا ہے۔ پہلے تو ایسا نہیں تھا ثانیہ۔"

www.zemtime.com

"ہاں پہلے بے وقوف تھی میں۔" وہ تلخی سے ہنس پڑی۔ اب سمجھ دار ہوگئی تھی۔

"میں بے وقوف تھا۔" اس نے سر جھکا کر شکستگی سے اعتراف کیا تھا۔ "میں اس ایک لمحے کے بھنور میں پھنس کر رہ گیا ہوں۔ وہ لمحہ میرے لیے بددعا بن گیا ہے۔ ثانیہ محبت کا ظرف بہت بلند ہوتا ہے تم صرف میری ایک بات نہیں بھلا سکتیں، مجھے بتاؤ میں ایسا کیا کروں۔ خدارا مجھے بتاؤ میں اسے تمہارے دل سے کیسے کھرچ کر نکالوں؟ میری صرف ایک بات سے تم نے نکاح پر دستخط کر دیے۔ ثانیہ اتنی شدید ناراضی....."

"اس کے الفاظ بیچ میں ٹوٹ گئے تھے۔

ثانیہ کو لگا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے گا۔ ثانیہ کو لگا وہ نہ رویا تو وہ خود رو دے گی۔

"شمریز....." اس نے بہت دیر بعد اسے پکارنے کی ہمت کی تھی۔ "میری معافی کا کیا کرو گے؟ میں بھلا دوں تو تم بھلا دو گے۔"

"نہیں....." اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"معافی مل گئی تو آگے بڑھ جاؤ گے؟"

"نہیں۔" کرب سے آنکھیں میچی تھیں۔

"میں تمہیں اس لمحے سے آزاد کرنا چاہتی ہوں شمریز۔"

"مجھے رہائی نہیں چاہیے۔" اس کی آنکھوں کے تالاب میں آب جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"میں تمہارے دل سے ایسے جانا چاہتی ہوں جیسے تم میرے دل سے....."

"پلیز....." ہاں وہ اس کے لیے رو سکتا تھا۔ اس کی جو حالت تھی وہ رونے سے بڑھ کر اذیت ناک تھی۔

"ہم کبھی ایک نہیں ہو سکتے شمریز....." وہ کہتی جا رہی تھی۔

"میں تمہیں معاف کر رہی ہوں حالانکہ اس کی ضرورت نہیں پھر بھی....."

"یہ ظلم ہے۔" وہ چیخنا چاہتا تھا۔

"اس لمحے کو بھول جاؤ شمریز! تمہاری بہن کا تم پر زیادہ حق تھا۔ جیسے میری بہن کا مجھ پر۔ تم نے اسی کا ساتھ دیا۔ اور میری جگہ پر آج ہوتی تو میری زندگی خود ہی پل پل ختم ہو رہی ہوتی۔ کچھ تکلیفیں ہم خود سہنا گوارا کر لیتے ہیں لیکن اپنے پیاروں کو ان حالات میں نہیں ڈال سکتے۔" دوسرا آنسو ٹپکا۔ یہ پہلے سے زیادہ جھلسا دینے والا تھا۔ چہرے پر گہرا نشان چھوڑ دینے والا۔

"شمریز میں نے سیمی کو نہیں بھگایا تھا۔" اس نے نظریں اٹھا کر پہلی بار اعتراف کیا۔

شمریز کی پتلیاں ساکت ہوئیں۔ وہ اب بھی اپنے دل کی بات اس سے کہہ سکتی تھی..... اور کہتی تھی کہ وہ اس کے دل سے نکل گیا ہے۔

"لیکن میں خوش ہوں کہ سیمی نے یہ فیصلہ کیا۔ مجھے نہیں پتا میری بہن کہاں ہوگی اور کس حال میں..... وہ مجھ سے کچھ عرصے بعد ملے گی یا زندگی بیت جانے کے بعد۔ لیکن وہ مجھ سے ضرور ملے گی۔ وہ مجھے خود ملے گی اور تب میں اس سے ایک خراج وصول کروں گی۔" اس کے چہرے پر ایک کیفیت اتری۔ ایک ان دیکھی سی کیفیت۔ "اس زندگی کا خراج..... ان حالات کا جن میں میں زندہ ہوں۔ لیکن اس میں کوئی تیسرا نہیں آئے گا۔ نہ میرا باپ، نہ یہ شخص جسے کاغذات میرا شوہر بتاتے ہیں اور نہ کوئی شمریز..... میں نے یہ اپنی مرضی سے کیا ہے اس لیے یہ بھول جاؤ کہ اس کا ذمہ دار کوئی تیسرا فرد ہے۔" وہ اب کمپوزڈ تھی اور بہت سوچ کر بول رہی تھی۔

اس کی باتوں کے آگے شمریز کے سوال مسترد ہو گئے تھے۔ سارے الفاظ ندارد۔

"میں اب کسی اور کی عزت ہوں شمریز..... گو کہ میری اپنی کوئی عزت نہیں۔" وہ ذرا سا ہنسی اور پھر بات مکمل ہونے پر ہنستی چلی گئی۔ "لیکن اپنی عزت نہ ہو تو دوسروں کی زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ میں دنیا کی نظروں میں اپنے لیے تھوڑی بہت عزت اس شخص کی استعمال کر رہی ہوں۔" اس نے انگلی کھڑی کر کے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔

www.zemtime.com

کرم الٰہی گھر پر نہیں تھا۔ عشاء کی نماز کے لیے گیا تھا۔ مسجد جو چند قدموں کے فاصلے پر تھی۔ اور اندھیرے میں بھی نظر آتی تھی۔

"بار بار یہاں آ کر کسی اور کی عزت خراب مت کرو۔ میرے دل میں تمہارے لیے کوئی نرمی پیدا نہیں ہوگی۔ بلکہ....." ثانیہ نے گہری سانس لے کر بات ادھوری چھوڑی۔ وہ ہر حال میں اسے یہاں آنے سے روکنا چاہتی تھی۔

"بلکہ.....؟"

"مجھے اپنی بے عزتی محسوس ہوگی۔"

"ثانیہ....." بے آواز لب ہلے۔

"یہ تو خود غرضی ہوتی ہے نا شمریز! کہ آپ اپنے دل کے لیے کسی اور کی زندگی اجیرن کریں۔ صرف اپنی خوشی کا سوچ کر دوسرے کی ہر بات رد کر دیں۔"

"تم غلط سوچ رہی ہو۔"

"میں بس یہ سوچ رہی ہوں کہ اگر کرم الٰہی کو شک ہو گیا تو وہ میری زندگی مشکل کر دے گا۔ وہ پہلے ہی ایک مشکل شخص ہے اس کا دماغ مزید خراب ہو جائے گا۔"

"تمہیں اس کی پروا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں اس جہنم سے نکال لوں گا۔"

"تو کرو وعدہ!" اس نے سینے پر ہاتھ باندھے۔

"میں وعدہ....." اس نے بات کاٹی۔

"کہ تم اپنے والدین سے اجازت لے کر آؤ کہ وہ مجھ جیسی لڑکی جس کے کردار کی بھی گارنٹی نہیں اور جو نکاح شدہ ہے۔ وہ اسے قبول کر لیں گے۔"

ثانیہ کی بات پر شمریز سے فوری طور پر رد عمل دینا مشکل ہو گیا۔

"اور یہ وعدہ کہ اگر ایسا نہ کر سکے تو دوبارہ نہ یہاں قدم رکھنا نہ شکل دکھانا....."

شمریز سے اب بھی کچھ نہیں بولا گیا تھا۔ کتنی چالاک ہو گئی تھی وہ اور کتنی سنگ دل..... شرائط بھی ایسی رکھ دیں کہ دو دھاری تلوار.....

ثانیہ جانتی تھی اب یہ ممکن نہ تھا۔ اور جب یہ ممکن نہیں تھا تو اور بھی کچھ ممکن نہیں تھا۔

"اپنا وعدہ نبھاؤ، تم نے اپنی محبت کھوئی ہے۔ عزت و وقار کی حفاظت کرنا۔"

"میرا وعدہ رہا تم سے۔ تمہارے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ اس بار یا تو حویلی کو میرے بغیر رہنا پڑے گا یا مجھے حویلی کے بغیر، تمہارے لیے ایسی جھونپڑی (پیچھے مکانوں کی طرف اشارہ کیا) تو بنا ہی سکتا ہوں۔ ہے نا ثانیہ....." وہ بڑی امید سے پوچھ رہا تھا۔ التجائیہ انداز میں ثانیہ کوئی جواب نہیں دے سکی۔ اس کی درخواست کے سامنے نہیں ٹھہر سکی اور جواب میں ٹھاک سے دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا گیا تھا۔ اتنی شدت سے کہ شمریز کو لگا وہ اس کے منہ پر ضرب لگا کر بند ہوا ہے۔

حالات پورا انسان بدل ڈالتے ہیں۔ اب اسے حالات بھی بدلنے تھے اور انسان بھی.....!

☆☆☆

سرمئی بادل پوری طرح فلک پر اپنی راجدھانی قائم کر چکے تھے۔ چاند سرمئی آنچل اوڑھ کر سو چکا تھا۔ سرمئی بادلوں کی کوکھ سے نجانے شفاف قطرے کیسے ٹپک پڑتے ہیں۔ ثانیہ نے آسمان پر نظر دوڑاتے ہوئے یونہی سوچا۔ ایسے موسم میں احساسات کتنے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ تب جب اپنا گھر ہو، ماں پاس ہو، ایک چھت تلے بہن بھائی ہوں۔ بے فکری تو وہیں کہیں رقصاں ہوتی ہے۔ خوشی شادمانی اور مسکراہٹیں موسم کی شرارتیں انوکھے جذبات چھیڑتی ہیں۔

بادلوں سے بوند ٹپکی نہیں کہ ثانیہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

اور یہ گھر اس نے اپنے آس پاس نظر ڈالی۔ خالی خالی سا، خاموش اور یاسیت میں لپٹا ہوا۔

کرم الٰہی ابھی نماز سے واپس آ جاتا تب بھی

www.zemtime.com

کوئی فرق نہ پڑتا۔ ہاں مگر ہنکارے، ٹھسکے دار کھانسی کا شور اور پھر لمبے لمبے خراٹے..... کرم الٰہی ابھی لوٹا نہیں تھا کہ کہیں ہلکی سی دھپ کی آواز پیدا ہوئی۔ مبہم سی آواز..... جیسے کوئی کودا ہو۔

ثانیہ کے دل میں وہم پیدا ہوا۔ بقول کرم الٰہی اس کے گھر میں داخل ہونے کی ہمت آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ پھر بھی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ابھی مڑی بھی نہیں تھی کہ پیچھے سے کسی نے اسے گردن سے دبوچ کر سختی پر منہ پر ہاتھ رکھا۔

اندھیری رات اور لبوں پر خوف ناک انسانی پنجے۔ کسی نے پوری قوت سے اس کی گردن پر دباؤ ڈالا کہ خوف سے اس کی سانس اور تکلیف سے اس کی چیخ حلق میں گھٹ کر رہ گئی تھی۔

☆☆☆

رات کی روشنیاں ویسی ہی جل رہی تھیں۔ آسمان پر کالی گھٹائیں تھیں۔ رات کچھ اور سیاہ ہو رہی تھی۔ جتنی سیاہ اتنی ہی خوب صورت..... رونقیں دو چند۔ سب کچھ ویسا ہی تھا۔ مگر سب کچھ بدل چکا تھا۔

سیمی نے ڈنر نہیں کیا تھا، اسے بھوک نہیں تھی، اور وہ تھک بھی چکی تھی۔

چند لمحوں میں ساری خوش گواریت مفقود کیسے ہو جاتی ہے صرف ایک تھکن سے..... خضر نے سوچا۔

کار اپنی مخصوص رفتار سے سیاہ تارکول پر پھسلتی جا رہی تھی۔ خضر جانتا تھا جب اسے کوئی بات نہیں کرنی ہوتی تھی تو کوئی اسے بولنے پر مجبور نہیں کر سکتا تھا۔ ایک بوند گاڑی کے شیشے پر ترچھی گری۔ پھر دوسری گری۔ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی۔ اسٹریٹ لائٹس کی روشنیوں میں یہ رم جھم سلو موشن میں برف کے نرم نرم ذرات جیسی لگ رہی تھی۔ موسم بہت خوب صورت ہو گیا تھا اور دو نفوس خاموش تھے۔ گھر پہنچنے تک یہی بیگانگی طاری رہی۔ سیمی کو یہ برستی بارش مزید اداس کر رہی تھی۔ خضر نے گاڑی سے سامان نکالا اور اس کے پیچھے پیچھے اندر چلا گیا تھا۔

"یہ لو، یہ ساری چیزیں اپنی مرضی کی جگہ پر سیٹ کر لو۔ یہ تمہارا بھی روم ہے۔" خضر نے سارے بیگز اس کے سامنے ڈھیر کر دیے تھے۔ سیمی نے دلچسپی ظاہر نہیں کی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے سیمی؟" اب کے خضر نے سنجیدگی سے پوچھ لیا تھا۔ سیمی نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

"میں نے پوچھا ہے تمہیں کس بات نے بے چین کر دیا ہے۔ پہلے تو تم بہت خوش تھیں۔ شاید پہلی بار میرے ساتھ....." خضر نے بغور اسے دیکھا تھا۔

"میں بہت تھک گئی ہوں۔"

"گاڑی میں بیٹھے بیٹھے.....؟" اس نے یقین نہیں کیا تھا۔ "سارا وقت تو تمہارے چہرے پر تھکان نام کی چیز نہیں تھی۔" خضر نے اپنی بات میں اضافہ کرتے ہوئے اس کے عذر کو چٹکیوں میں اڑا دیا تھا۔

"آپ بلاوجہ سیریس ہو رہے ہیں۔"

"دریہ کی بات بری لگی ہے؟"

سیمی کی سانس تھم گئی۔ آنکھوں میں تکلیف ابھری۔

"ہم لوگوں کی پرانی دوستی ہے، ہم سب نے مل کر شمائلہ کو پہلا خط لکھا تھا۔" خضر نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بتانا شروع کیا۔

"سب کچھ ہمارے سامنے ہوا۔ جیسے تمہارے سامنے، ہماری ملاقات سے لے کر دوستی اور پسندیدگی تک....." خضر نے دانستہ یا نادانستہ پسندیدگی کا لفظ استعمال کیا۔

"ہم لوگوں میں کچھ چھپا ہوا نہیں تھا۔ اس لیے دریہ کے لیے یہ حیرت کی بات تھی۔ لیکن سیمی..... میں ایک بات تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔" خضر نے دو لمحے اس کے جھکے سر کو تکنے کے بعد استفسار کیا تھا۔

"تم دونوں میں کتنی محبت کتنی دوستی تھی۔ کیا کسی ایک واقعے کو لے کر اتنی نفرت ہو سکتی ہے کہ تم اس کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتیں؟" خضر نرم لہجے میں

www.zemtime.com

پوچھ رہا تھا۔ سیمی نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔
آنکھیں زخم زخم تھیں..... چہرہ تپا ہوا۔
"میں اس نام کے کسی انسان کو نہیں جانتی۔ سن لیا آپ نے یا مجھے دہرانا پڑے گا؟" اس نے اتنے سخت لہجے میں یہ بات کی تھی کہ خضر اس کو دیکھ کر رہ گیا۔
"پھر اپنا موڈ خراب کرنے اور خود کو اذیت دینے سے کیا حاصل؟"
"میرے لیے وہ اتنی اہم نہیں ہے کہ مجھ پر اثر انداز ہو۔ اپنے اندر سے یہ سوچ نکال دیں۔"
"میں جانتا ہوں....." وہ ہلکا سا مسکرایا۔
"تمہارے لیے میں اہم ہوں۔" لب دباتے ہوئے اس کا ہاتھ پڑا۔
"تم مجھ سے محبت کرنے لگی ہو۔" سیمی کو پتھر کا کر دیا۔
"اس لیے میرے نام کے ساتھ کسی کا نام سننا تمہیں پسند نہیں ہے۔" وہ شوخ نگاہوں سے اسے دیکھتا اس کے دل میں اتر رہا تھا۔
سیمی نمک کی مورتی میں ڈھل گئی۔ ساکت، متوحش سی۔ اس کے اردگرد ہر چیز گویا اپنی جگہ منجمد ہو کر رہ گئی۔
"ہے نا؟" خضر نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔
سیمی کی پلکوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس نے ہوش میں آ کر اپنا ہاتھ کھینچا تھا۔
"ہرگز نہیں....." تڑخ کر بولی۔ "اپنے بارے میں بہت خوش فہمی ہے آپ کو۔" تیکھے لہجے میں کہہ کر وہ اسے گھورنے لگی تھی۔ خضر نے قہقہہ لگایا۔
"آہ یہ انکاری ہونے کا فیز..... دیکھتے ہیں آپ کب تک منکر رہتی ہیں۔" وہ لطف اندوز ہو رہا تھا۔ سیمی جھٹکے سے اس کے پاس سے اٹھی۔ خضر نے سرعت سے اس کی کلائی تھامی۔
"آخری سانس تک....." سلگ کر جواب دیا۔ سمجھ کیا رہا تھا خود کو، اسے بے تحاشا غصہ آنے لگا۔
"کس کی اپنی یا میری آخری سانس.....؟" ابلتے غصے میں جیسے پتھر پڑا۔ ساری جھاگ بیٹھ گئی۔ دل پیندے سے ٹھاہ کر کے لگا۔
وہ عجیب سے انداز میں مسکرا رہا تھا۔ پراسراری مسکراہٹ۔
"آپ کو اپنی زندگی پیاری نہیں ہے۔ مرنے کا بہت شوق ہے؟" وہ پیشانی پر شکن ڈالے پوچھ رہی تھی۔ کلائی چھڑانے کی کوشش کی۔
"یہ کمبخت محبت مرنے بھی کب دیتی ہے۔" وہ ہنسی دباتے ہوئے اسی شرارت سے بول رہا تھا۔ سیمی نے دانتوں پر دانت جمائے اور پوری قوت سے اپنی کلائی آزاد کرانی چاہی۔
"مجھے آپ سے کوئی بات ہی نہیں کرنی۔" اس نے ایک اور بار کوشش کی۔
"اوکے اوکے لیسن! (سنو)" وہ کچھ کہنا تھا مگر اس کے ہاتھ میں پکڑا فون بجا۔ بے دھیانی میں ہنستے ہوئے اس نے کال اٹینڈ کی اور فون کان سے لگایا۔
سیمی نے لحظہ بھر کی بے دھیانی سے فائدہ اٹھایا تھا۔ خضر کی ہنسی موبائل اسکرین سے دوسری طرف گئی۔ خضر کی گرفت ڈھیلی پڑی۔ سیمی نے تیزی سے اپنی کلائی پیچھے کی۔ موبائل کی اسکرین سے مبہم سی آواز پیدا ہوئی تھی۔ خضر نے ہاتھ چھوڑ دیا۔
سیمی نے انتہائی غلط وقت پر خضر کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال کر وہ جگہ خالی چھوڑی تھی۔
موبائل اسکرین سے ابھرتی آواز..... خضر کے ساتھ سیمی مر کر بھی ہزاروں میں پہچان سکتی تھی۔ پھر وہ جتنی مبہم و غیر واضح ہوتی..... میلوں دور سے آتی یا گہری کھائی سے، فقط اک ذرا بھر چاپ اور اس کے اندر بجتا الارم زور و شور سے۔
"خضر!" شمائلہ کے انداز میں اتنی تڑپ اور بے تابی تھی کہ خضر دم بخود رہ گیا تھا۔

www.zemtime.com

"خضر..... تم۔" وہ شاید رو رہی تھی اور بول نہیں پا رہی تھی۔ خضر چپکے سے موبائل کان سے لگائے باہر نکل آیا تھا۔ موسم کی خرابی کے شدید آثار تھے۔ موسم گرما کی پہلی بارش شاید آج برسنے کو تیار تھی۔

"تم میری آواز بھی نہیں سننا چاہتے کیا اتنی بری بن گئی ہوں میں تمہاری نظروں میں، تمہیں معلوم ہے میں کس حال میں جی رہی ہوں؟" وہ اپنائیت سے شکوہ کر رہی تھی۔ اس کی آواز میں درد بھری صدا تھی۔ خضر شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

"ایم سوری شمائلہ!"

"سوری فار واٹ خضر؟ تم نے ایک سوری سننے کے لیے بھی میری کال اٹینڈ نہیں کی۔ تم خضر! تم رات کو مجھ سے بات کیے بغیر سوتے نہیں تھے۔ تم نے اتنا عرصہ میری آواز سنے بغیر گزار دیا۔ جانتے ہو ہم کتنے دنوں بعد بات کر رہے ہیں؟"

وہ جانتا تھا وہ کتنے دنوں بعد اس کی کال سن رہا تھا۔ بیچ میں بہت ساری دن بیت گئے تھے۔ بیچ میں سے بہت ساری چیزیں بھی بیت گئی تھیں۔

"میں جانتی ہوں تم مجھ سے ناراض ہو مگر بات کرنا کون بند کرتا ہے؟" وہ لڑنے والے انداز میں پوچھ رہی تھی۔ خضر نے ایک گہری سانس فضا کے سپرد کی۔

"میں آپ سے ناراض نہیں ہوں شمائلہ!" وہ بالآخر سنجیدگی سے بولنا شروع ہوا تھا۔

"میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتا۔" خضر کی آواز دھیمی ہو گئی تھی۔ اور یہ سن کر شمائلہ کے دل میں ٹھنڈک اترتی چلی گئی۔

وہ اس سے واقعی ناراض نہیں ہو سکتا تھا۔ اتنی محبت تھی خضر کو اس سے ..... اور وہ نجانے کیا کیا سوچتی رہی۔

"وہ ناراض نہیں تھی تو پھر مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے تھے خضر؟ کس بات کی سزا دے رہے تھے؟" اس بات کا احساس ہوتے ہی شمائلہ نروٹھے پن سے گویا ہوئی تھی۔ ایک دم انداز بدل گیا۔

"سب کچھ ایک دم سے بدلا تھا شمائلہ! میں حقیقت قبول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ ناراضی نہیں تھی جن لوگوں سے ہم عقیدت کی حد تک محبت رکھتے ہیں ان کو سزائیں نہیں دی جا سکتیں۔"

خضر نے بہت گہری بات بڑی آسانی سے کہہ دی تھی۔ مگر شمائلہ اپنی خوشی میں اس گہرائی کو نہیں ماپ سکتی تھی۔

"میں بہت مجبور تھی یار! میری جگہ پر تم ہوتے تو شاید تم بھی یہی کرتے ..... لیکن تم نے اب کیا کر دیا خضر؟" وہ پہلے کی طرح ایک بار پھر دکھی لگنے لگی تھی۔ خضر جانتا تھا اس کا اشارہ کس طرف ہے۔

"میں نے کیا کر دیا؟"

"تم جانتے ہو..... مجھ سے مت چھپاؤ کیونکہ میں جان گئی ہوں۔"

"ہاں اماں جان نے مجھے بتایا تھا۔" وہ لمحہ بھر کے توقف سے بولا۔ "میں نے بھی شاید وہی کیا ہے جو میں کر سکتا تھا۔ شمائلہ آپ بھی اس سب سے نکل آئیں اب۔"

"نکل آؤں؟" شمائلہ نے حیرانی سے موبائل کان سے ہٹایا۔

"کیسے نکل آؤں خضر؟ میں، میں محبت کرتی ہوں تم سے اور تم بھی مجھ سے ..... میں کیسے نکل سکتی ہوں اس سب سے؟"

"اب کتنی بھی چیزیں درمیان میں آ جائیں، ہم دونوں کو نہیں ملا سکتیں۔ ہماری قسمت میں یہ لکھا ہی نہیں ہے شمائلہ۔" خضر کے لہجے میں اس کے لیے اپنائیت بھی تھی اور عزت بھی ..... اور شاید محبت بھی۔ مگر جو باتیں وہ کر رہا تھا وہ شمائلہ کا دل دہلانے لگی تھیں۔

"کیوں نہیں ہے خضر؟ تم اتنی مایوسی کی باتیں کیوں کر رہے ہو؟"

"آپ نے اپنے منہ سے اعتراف کیا ہے کہ آپ مجھے نہیں جانتیں۔"

www.zemtime.com

"ہاں تو اس وقت اور کوئی راستہ نہیں تھا....."

"آپ سچی ثابت ہوئی ہیں۔ آپ کے گھر والے مان گئے کہ خضر نامی شخص کا آپ کی زندگی میں کوئی گزر نہیں۔"

"ہاں مگر....."

"انہوں نے شکر کیا ہوگا کہ ان کا مان سلامت رہا۔ آپ نے شکر کیا ہوگا کہ آپ سرخرو ہوئیں۔"

"خضر....."

"خضر آپ کی زندگی میں کبھی آیا ہی نہیں۔ پھر اس سارے میں میں کہاں ہوں؟"

"تم اب بھی وہیں ہو خضر، پہلے کی طرح۔"

"نہیں۔" وہ ہولے سے ہنس پڑا۔ "میں اب کہیں نہیں ہوں مائی ڈیئر شمائلہ! آپ کبھی اس بات کا اعتراف نہیں کر پائیں گی کہ خضر آپ کی زندگی میں تھا۔ آپ اب کس طرح بتائیں گی کہ وہ شخص میں تھا اور آپ کے لیے آیا تھا۔ مجھے اپنی زندگی میں آپ واپس نہیں لا سکتیں کیونکہ....."

"کیونکہ.....؟" اس نے بے تابی سے پوچھا۔ وہ سننا چاہتی تھی کہ خضر کے "کیونکہ" کے پیچھے کیا ہے۔ وہ ابھی ٹھیک سے نہیں جانتا تھا کہ شمائلہ ناممکن کو ممکن میں بدل سکتی ہے۔

"سچ بتانے کا ایک وقت ہوتا ہے۔ صحیح وقت ..... وہی وقت جب سچ خود چیختا ہے کہ مجھے بتایا جائے۔ ایک بار سچ چھپ جائے تو اپنی اہمیت کھو دیتا ہے۔ کیونکہ ہمارے ایک جھوٹ سے جو تباہی لوگوں کی زندگیوں میں آ چکی ہوتی ہے پھر اسے سچ جیسی جادو کی چھڑی بھی نہیں مٹا سکتی۔ تاخیر سے بولا گیا سچ ہم سے ناراض ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اثر نہیں کرتا۔"

خضر کی بات نے شمائلہ کے سامنے جیسے آئینہ رکھ دیا تھا۔ شمائلہ کو اپنی سانسوں کی آواز سماعتوں میں سنائی دی۔

"جس طرح آپ اپنا سچ بتا چکی ہیں۔ اب اسے بدلنے کا وقت گزر گیا ہے۔ سیمی بہت تکلیف اٹھا چکی ہے۔ اس کی آگے کی زندگی اب سے بہتر ہو سکتی ہے۔ مگر ہماری زندگیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی۔"

"تم ناراض ہو نا مجھ سے خضر؟" وہ نمناک لہجے میں بولی۔ خضر نے بے اختیار جواب دیا۔

"میں نے آپ سے کہا نا، میں ناراض نہیں ہو سکتا۔"

"سب کچھ کرنے والی سیمی تھی خضر! وہ میرا راز نہیں رکھ سکی۔ وہ معاملہ نہ بگاڑتی تو میں اس کے گھر جا کر سب کچھ سنبھال سکتی تھی۔ اسے کیا ضرورت تھی کہ وہ میرا نام لیتی۔ میرے سامنے جو پوزیشن تھی تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔"

"میں سمجھ سکتا ہوں۔" خضر نے مدھم لہجے میں کہا۔ "لیکن وہ کتنا انتظار کرتی۔ اس کا نکاح تھا اگلی صبح۔"

"اگلی صبح تھا خضر، اگلے لمحے نہیں۔ اور یہ نکاح اس کے والد نے تب رکھا جب میں نے انکار کیا۔ فوراً سے تو کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ کیا تھا کہ وہ میرا انتظار کرتی؟ اس نے ہم سب کی زندگی خراب کر دی خضر۔"

وہ دکھ و بے چارگی کی ملی جلی کیفیت میں بول رہی تھی۔ خضر چپ سا رہ گیا تھا۔

"سیمی پر جو بیتی ہے اس کا اندازہ شاید ہم دونوں نہیں کر سکتے۔" بالآخر وہ یہ جملہ بولنے میں کامیاب ہوا۔ اور شمائلہ کے دل پر یہ جملہ کانٹے کی طرح چبھا۔

"اور مجھ پر کیا بیتی ہے اس کا اندازہ کر سکتے ہو۔ تم سوچ سکتے ہو ایک لڑکی کے دل پر کیا گزرتی ہے کہ جس زندگی کے سپنے اسے دکھائے گئے ہوں وہ کسی اور کے پاس چلی جائے۔"

شمائلہ نے آنسو بہاتے ہوئے اصل پتا پھینکا تھا۔ احساس ندامت میں ڈوبنے کا احساس۔ یہ وہ دکھتی رگ تھی جو اپنا اثر ضرور دکھاتی۔ اور اندازے کے عین مطابق وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

"خضر! کیا تم مجھے کسی اور کے ساتھ دیکھ سکتے

www.zemtime.com

تھے؟"

"یہ سب مجبوری کے تحت ہوا ہے۔ ہم نے خوشی سے نہیں کیا شائلہ۔ میں سیمی کو ایسی حالت میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔"

"وہ خوش ہے تمہارے ساتھ؟" شائلہ نے دل پر سل رکھ کر یہ سوال پوچھا تھا۔ خضر کے اپنے ساتھ مخلصانہ پن سے وہ واقف تھی۔ مگر سیمی تو اس کی دشمنی میں کچھ بھی کر سکتی تھی یقیناً.....

"وہ خوش ہو سکتی ہے میرے ساتھ؟" خضر زخمی سا ہنسا تھا۔ اس کے ذہن میں سیمی کا دھوپ چھاؤں سا مزاج در آیا۔ جبکہ شائلہ پر جیسے برسات ہو گئی تھی۔

"میں جانتی تھی کہ یہ سوائے پیپر میرج کے کچھ نہیں ہے۔ میرے دل میں تمہاری قدر اور بڑھ گئی ہے خضر۔ تم نے مشکل وقت میں انسانیت کے ناتے اس کی مدد کی۔" شائلہ نے "انسانیت" پر زور دیتے ہوئے بات مکمل کی تھی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ خضر کو سیمی اور اپنے دوسرے رشتے کے بارے میں آگاہی تھی کہ نہیں، خضر کی خاموشی اس کی طمانیت میں مزید اضافہ کر رہا تھی۔

"تم کیا چاہتے ہو خضر..... میں، میں سب ٹھیک کر دوں گی۔ وہ سارے خواب جو ہم دونوں نے مل کر دیکھے وہ میں سچ ثابت کروں گی۔ تم..... تم بھی اس رشتے کو کچھ نہیں سمجھتے ناں؟" وہ اٹک اٹک کر بولی تھی۔ وہ اس شخص کو کسی صورت نہیں کھونا چاہتی تھی۔ اور اس سے پہلے کہ سیمی اس کو چھیننے کی کوشش کرتی۔ وہ اس کو اپنی طرف کر لے گی۔

"میں تو اب تک یقین و بے یقینی کی کیفیت میں ہوں شائلہ! میرا ذہن کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا لیکن ایک بات سچ بتاؤں۔" خضر نے ایک دم سے لہجہ بدل کر کہا۔ شائلہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

"ماں چاہتی ہیں ہم دونوں ساتھ رہیں۔ سیمی میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی وہ اپنے گھر کو بہت یاد کرتی ہے۔ اسے ہر حال میں اپنے گھر واپس جانا ہے۔"

"اور تم..... تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں بس یہ چاہتا ہوں کہ اس لڑکی کو مزید کوئی دکھ نہیں ملنا چاہیے۔ مجھے لگتا ہے شائلہ، جیسے میں اس کو پہلے سے جانتا ہوں۔ اس کی بہت سی عادات مجھے چونکاتی ہیں۔" خضر روانی میں بولتا جا رہا تھا۔ اور شائلہ بہادر کے اندر کچھ ڈوب کر ابھرا۔

"وہ بہت مشکل انسان ہے مگر اندر سے بہت حساس..... میں اس کی یادداشت میں وہ انسان بننا چاہتا ہوں جس نے اس کی زندگی سے کانٹے ہٹائے۔ کانٹے بچھائے نہیں۔" خضر کے وجود کے گرد گہرے دبیز بادلوں کی مانند اداسی لپٹ گئی تھی۔ ایسے ہی دبیز بادل جیسے اس وقت آسمان سے جھکے نظر آ رہے تھے۔

"یہ تمہاری اچھائی ہے خضر۔ اور اس میں میں تمہارا ساتھ دوں گی۔" شائلہ نے تیزی سے اس کا حوصلہ بڑھایا تھا۔ اس کا دماغ تیزی سے کچھ سوچ رہا تھا۔

"میں نے غلطی کی ہے اور اسے اب ٹھیک بھی کروں گی۔ میں..... میں اس کے گھر والوں کو بتاؤں گی کہ وہ بے قصور ہے۔" وہ بھیگے لہجے میں بول رہی تھی۔ اور ساتھ ساتھ سوچتی جا رہی تھی۔

(خضر کا دل اس کے لیے موم نہیں پڑنا چاہیے۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے وجود کا عادی ہو اسے مزید وقت ضائع نہیں کرنا ہے۔)

"وہ آپ کا یقین کریں گے؟" خضر نے عام سے لہجے میں پوچھا۔ جیسے اسے امید نہ ہو۔

"میں انہیں یقین دلانے کی کوشش کروں گی۔ ہر ممکن طریقے سے یقین دلاؤں گی۔"

(سیمی کے گھر والوں کو اس کی تلاش ہے۔ ضروری نہیں کہ میں اپنی سچائی کا یقین دلاؤں میں کچھ ایسا بھی کر سکتی ہوں جس سے نہ خضر کو پتا چلے اور نہ سیمی کو۔ اور میرا کام بھی ہو جائے۔ دونوں الگ ہو جائیں۔)

"تھینک یو شائلہ!" خضر نے تشکر سے کہا۔

www.zemtime.com

(ہوں! بس ایک جھوٹ اور..... بس ایک۔)

"تمہارے لیے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں خضر، تم وہ پہلے انسان ہو جس نے شائلہ بہادر کا دل تسخیر کیا۔ اور پہلی محبت پہلی زندگی کی طرح ہوتی ہے۔ جس طرح دوسری زندگی نہیں ملتی اسی طرح پہلی محبت بھی ہر چیز سے قیمتی ہوتی ہے۔"

"آپ پلیز اتنا گہرائی میں مت سوچا کریں۔ میرے اندر احساس جرم بڑھنے لگتا ہے۔"

"تم نے کوئی جرم نہیں کیا خضر۔ اور تمہاری زندگی میں کسی سمجھوتے کی نذر نہیں ہونے دوں گی۔ میں جانتی ہوں تم دونوں کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔ اسپیشلی سیمی تو کبھی نہیں کیونکہ....." وہ کہتے کہتے خاموش ہوئی۔

(جو میں نے کیا وہ غلط تھا مگر جو سیمی نے کیا وہ اس سے بھی زیادہ غلط..... اگر وہ مقابلے پر اتر آئی ہے تو شائلہ صرف ایک چیز بچائے گی۔ اپنی محبت..... سیمی! ایک آخری معذرت!)

"ہاں اپنے پیاروں سے کٹ کر رہنا کبھی خوشی کا باعث نہیں بنتا۔ چاہے دنیا جہاں کی محبت مل جائے پھر بھی۔"

"اور خاص کر اپنے "پیار" سے کٹ کر رہنا۔" شائلہ نے خضر کی بات کاٹ کر ایک انکشاف کیا تھا۔ خضر کی آنکھیں سکڑیں۔

"کیا مطلب؟" یہ سوال کرتے ہوئے اسے معلوم بھی نہیں ہوا کہ اس کی پیشانی شکنوں سے سمٹ گئی تھی۔

"مطلب کہ سیمی....." شائلہ نے جوش و خروش سے بات واضح کی۔ اور شائلہ کا جواب سنتے ہوئے اسے معلوم پڑا کہ اس کے چہرے پر ایک سایہ لہرا گیا ہے۔

☆☆☆

ثانیہ نے اپنا وجود اس سخت شکنجے سے آزاد کرانے کی کوشش میں ایک پل کو اپنا جسم ڈھیلا چھوڑا۔ اور اگلے ہی لمحے پوری قوت سے اپنا سر پیچھے کھڑے شخص کے چہرے پر مارا تھا۔

ضرب غیر متوقع اور کاری تھی۔ ثانیہ کو اس کی تکلیف دہ کراہ سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی دو مردانہ ہاتھوں نے اسے بالوں سے پکڑ کر خود سے دور پھینکا تھا۔ ثانیہ کا سر دیوار سے ٹکرایا۔ ماتھے پر چوٹ آئی لیکن دیوار کچی تھی۔ اسے درد محسوس نہیں ہوا مگر وہ ٹکرا کر کمر کے بل زمین پر گری تھی۔ شدید کھانسی اور خوف سے اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا تھا۔

"کون ہو تم؟" وہ حلق پھاڑ کر چلائی تھی۔ اور زمین پر بیٹھے بیٹھے ہی اندھیرے میں ہاتھ چلانے لگی کہ اپنے بچاؤ کے لیے شاید اس کے ہاتھ کچھ آجائے۔

"مجھے مارو گی۔ اتنی جرات آگئی تم میں؟ پیار کا مظاہرہ کر رہا ہوں ورنہ ایک ہاتھ کی مار نہیں ہو تم....."

اس نے کہتے ہوئے ثانیہ کو بالوں سے پکڑ کر جھنجوڑا۔ اس کے کانوں میں بادل زور سے گرجا تھا۔ ثانیہ نے آنکھیں پھاڑ کر اس وحشی انسان کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک اندھیرے میں بھی واضح ہو رہی تھی۔ ثانیہ کو جھٹکا لگا۔

"تم؟" اس کے اندر سے خوف بھک کر اڑا۔ اور آنکھوں میں آگ بھڑکی..... اس کی بینائی میں قید ایک اور ناپسندیدہ چہرہ..... مزمل۔

یہ مزمل تھا جو اپنے غلیظ ارادوں کے ساتھ اس پر حاوی ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم نے ہاتھ کیسے لگایا مجھے؟" ثانیہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور مزمل کے بازو کو پکڑا جو اس کے بالوں میں تھا اور وہ اسے چھوڑ نہیں رہا تھا۔

"اچھا....." مزمل نے اچھا کو لمبا کھینچا۔ "اجازت لیتا یا تمہارے اشارے کا انتظار کرتا؟ دیکھو میرے پاس اتنا وقت....."

"بکواس بند کرو اپنی شیطان۔" ثانیہ نے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر مار دیا تھا۔ مزمل کے ہاتھ سے اس کے بال چھوٹ گئے۔ چہرہ سرخ آتش۔

www.zemtime.com

"تم نے واقعی مجھے ہلکا لے لیا۔" گال کو رگڑتے ہوئے وہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"خود کو بہت شریف ظاہر کر رہی ہو اپنے کردار کی وجہ سے یہاں پر موجود ہو اس پر بھی یہ تیور....."

"تم جیسے گھٹیا شخص پر تھوکتی ہوں میں، ابھی کے ابھی نکلو میرے گھر سے....." ثانیہ نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

مزمل طنزیہ ہنسا تھا۔

"اچھا اس شخص پر تو نہیں تھوکتی تم جو دروازے پر تمہارے دیدار کو ہر روز چلا آتا ہے۔" مزمل کے چہرے پر مکروہ ہنسی ناچ رہی تھی۔ ثانیہ کے چہرے کی رنگت بدلی۔

"کوئی بات نہیں۔" مزمل نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ "میں کسی سے نہیں کہوں گا میں تو بس....."

"ایک قدم آگے مت بڑھانا۔" ثانیہ دو قدم پیچھے ہوئی۔ "ورنہ، ورنہ میں ابھی چلا کر تمہاری بیوی کو بلا لوں گی۔" اس نے دھمکی دی تھی۔ بے اثر گئی۔

"بلاؤ....." وہ وحشیانہ چمک کے ساتھ آگے بڑھا۔

"چپ.....اوم۔" مزمل نے سرعت سے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ کب سے بند بجلی آ گئی، بتیاں روشن ہوئیں اور اس روشنی میں بجائے خوف زائل ہونے کے ثانیہ اس کے چہرے پر سوار وحشیانہ تاثرات دیکھ کر دہل گئی تھی۔

"چھوڑو۔" اس کی آواز ہتھیلی کے پیچھے ہی دب کر رہ گئی۔ مزمل اسے گھسیٹتے ہوئے صحن سے کمرے میں لے جانے لگا۔

"یا اللہ!" ثانیہ کی نظریں مارے بے بسی کے تاریک آسمان کی طرف اٹھ گئی تھیں۔ ایسا موسم..... بے بس پڑتی ثانیہ اور گھر کی تنہائی.....اسی وقت ایک کھانسنے کی آواز آئی تھی۔ گھر رگھر رسی کھانسی کی آواز.....ناگوار، کراہیت آمیز، مگر وہ آواز۔ اس وقت ثانیہ کے لیے یہ آواز کسی غیبی امداد سے کم ثابت نہیں ہوئی تھی۔ اس لمحے اس کے لیے یہ آواز ہر نعمت سے بڑھ کر تھی۔

"کرم الٰہی.....!" ثانیہ کے دل نے کہا۔ کرم الٰہی آ گیا تھا۔ عشاء پڑھ کر.....اور اللہ نے اس کی امانت کی حفاظت کی تھی۔ مزمل یہ آواز سن کر سٹپٹا گیا۔

"دفع دور۔" مزمل نے اسے چھوڑ دیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ بھاگتا ثانیہ نے آگے بڑھ کر اسے گریبان سے پکڑ لیا تھا۔

"اب نہیں جانے دوں گی گھٹیا انسان.....کرم الٰہی۔ چندا....."

اس نے چلا کر آوازیں دینا شروع کر دی تھیں۔ مزمل بری طرح سے بوکھلا گیا۔

"کیا کر رہی ہو چھوڑو مجھے۔" مزمل غرایا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" اسی وقت کرم الٰہی کی غضب ناک آواز گونجی تھی۔ بادلوں سے بڑھ کر گرج دار.....دونوں نے بیک وقت کرم الٰہی کی طرف دیکھا۔

بغیر دوپٹے کے الجھے بکھرے، چہرے پر خوف و غصے کے تاثرات، مزمل کی اڑی رنگت اور اس کا گریبان جھنجوڑتے ثانیہ کے ہاتھ.....کرم الٰہی اپنے قدموں پر جم گیا تھا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھ رہا تھا۔

"یہ، یہ چچا دیکھو کیا کر رہی ہے میرے ساتھ۔" مزمل نے جھٹکے سے اپنا کالر چھڑایا اور تیزی سے کرم الٰہی کی طرف بڑھا۔

ثانیہ کی آنکھوں سے اس کی ڈھٹائی پر چنگاریاں نکلنے لگی تھیں۔

"دیکھ لو تم، اپنے چہیتے کی گھٹیا نیت.....ان لوگوں کو اپنی عزت کی حفاظت کے لیے رکھ چھوڑا تھا جو خود تمہاری دیواریں پھلانگ آیا ہے۔ اس سے اچھا تھا کوئی کتا پال لیتے....."

ثانیہ نے اس کی بات کی تردید نہیں کی تھی۔ بلکہ اس کے تاثرات چیخ چیخ کر اپنی سچائی بتا رہے تھے۔ مزمل نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

www.zemtime.com

"اس کی بات پر یقین مت کرنا چاچا۔ جھوٹی ہے دھوکے باز، اس نے مجھے دھوکے سے یہاں بلایا اور....." اس نے جلدی جلدی بولنا شروع کر دیا تھا۔ شور سن کر دیوار سے اندر کودتی چندا آنکھوں میں الجھن لیے آگے آئی تھی۔

"کیا بات ہے مزمل، تم کیا کر رہے ہو یہاں؟"

"پوچھو کیا کرنے آیا تھا یہاں، رات کے اس وقت جب کرم الٰہی گھر پر نہیں تھا۔ یہ مجھے اکیلا پا کر کس مقصد سے آیا تھا یہاں....." ثانیہ کے حقارت آمیز لہجے نے چندا پر پل بھر میں سکتہ طاری کر دیا تھا۔

مزمل کے ماتھے پر بھی پسینہ اتر آیا۔ وہ اس لڑکی کو کچھ اور ہی سمجھ کر یہاں آیا تھا۔

"بکواس کرتی ہے چندا یہ....." مزمل اس کی طرف بڑھا۔ "میرا یقین کرو میں تو دکان بند کر رہا تھا جب اس نے مجھے بلایا..... چچا تو جانتا ہے نا اس کے کرتوت میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا یہ میرے ساتھ ایسا کرے گی۔ جب میں نے اس کی بات پر اسے جھڑک دیا۔"

"بس اک لفظ اور نہیں..... تمہارے غلیظ ارادے کرم الٰہی پر آشکار ہو چکے ہیں۔"

"یہ جھوٹ ہے۔" چندا لٹھے کی مانند سفید پڑ رہی تھی۔

"کرم الٰہی تم خود بتاؤ، اسی نے میرے گریبان سے پکڑ رکھا تھا۔ میں نے تو اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔" وہ اب کرم الٰہی کو منت کرتے ہوئے یقین دلا رہا تھا۔ کرم الٰہی طیش ضبط کرتے ہوئے دو قدم آگے آیا۔

"تم نے اسے بلایا تھا؟" کرم الٰہی نے ثانیہ سے چبا چبا کر پوچھا۔ ثانیہ کا نفی میں ہلتا سر کسی نے نہیں دیکھا۔

"صرف یہی سوال نہیں اس سے یہ بھی پوچھو کہ ایک امیر زادہ اس کے لیے تمہاری چوکھٹ پر آتا ہے کہ نہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

مزمل کی بات سچ تھی اس لیے زبان میں لڑکھڑاہٹ نہیں تھی۔ ثانیہ کا چہرہ فق ہوا۔

"تم نے یہاں بھی یہ حرکتیں نہیں چھوڑیں۔" سارے میں چھائے سکوت کو کرم الٰہی کی آواز نے مجروح کر دیا۔

"کہو کہ یہ جھوٹ ہے۔" وہ اس پر دھاڑا۔ ثانیہ کے قدموں تلے زمین ہلی۔

"کرم الٰہی....." اس کے لبوں سے سرسراتا ہوا نکلا۔

☆☆☆

بجلی کی چمک پل بھر میں سارا منظر روشن کر رہی تھی اور پھر چند لمحے کی تاریکی۔ سیمی کھڑکی میں کھڑی ہو کر لان میں دیکھ رہی تھی۔ بجلی کی چمک لان کے پیڑ پودوں پر تو پڑتی تو عجیب سا منظر پیش کر دیتی۔ اس کی پلکیں ساکت تھیں، اور بوجھل ہو رہی تھیں۔ خضر کافی دیر بعد کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور آتے ہی اس نے سیمی کو مخاطب کیا تھا۔

"تم نے دیکھا شمائلہ نے اپنے ناول کی آخری قسط لکھ دی ہے۔ اور وہ بھی....."

خضر کے لہجے میں شاک اور بے یقینی جیسا کچھ تھا۔ یقیناً اس نے فائل کھول کر نظر مار لی تھی یا سرسری سا پڑھا تھا۔ سیمی نے سنا تو جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

"واٹ؟" اس کی آنکھوں میں تحیر ابھرا۔ یہ کیسے ممکن تھا؟

"ہاں، اور تم سن کر یقین نہیں کرو گی کہ اس نے ساری کہانی پر اور اپنی محنت پر پانی پھیر کر رکھ دیا ہے۔" خضر تاسف سے کہہ رہا تھا اور سیمی پر گویا بجلی گری۔

"کیا کیا ہے اس نے؟" وہ تیزی سے اس کے سامنے آئی۔

"کیا کیا ہے اس نے میرے ناول کے ساتھ....." وہ اتنے ضبط سے پوچھ رہی تھی کہ خضر کا دھیان اس کے الفاظ پر گیا ہی نہیں۔

www.zemtime.com

وہ سمجھا کہ شاید سیمی کو بھی اس ناول میں اتنی ہی دلچسپی ہے جتنی کہ خضر کو۔

"اس نے ہیروئن کو پڑھنے والے کی نظر میں ولن بنا دیا ہے۔ اور اتنی مہینوں سے جو کچھ وہ لکھتی آئی ہیں بغیر اس کی وضاحت دیے۔ اتنے بڑے بلنڈر، اس میں دیے لاجکس سب فضول ..... اور جھول دار۔"

سیمی کی بھنویں تن گئیں۔ لب باہم پیوست کیے وہ مٹھیاں بھینچ رہی تھی۔

"وہ یہی کر سکتی تھی۔ میں اس سے اور توقع بھی کیا کر سکتی ہوں۔" سیمی کا لہجہ سلگنے لگا تھا۔ اس میں غصے کی آمیزش تھی۔

"شمائلہ کو بریک لینا چاہیے تھا۔ اس سے بہتر تھا کہ وہ لکھتی ہی نا..."

"وہ جب بھی لکھتی ایسا ہی لکھتی۔ اسے صرف دوسروں کو نیچا دکھانا آتا ہے۔" سیمی رنج و غصے سے بول رہی تھی۔ خضر نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟ ہم اس کی صلاحیت پر شک نہیں کر سکتے سیمی ..... ہم سب جانتے ہیں کہ وہ کتنی محنت سے لکھتی ہے۔"

"اچھا....." سیمی نے طنزیہ دیکھا۔ "پھر اس بار یہ محنت یہ صلاحیت کہاں جھونک دی اس نے۔"

"شاید وہ ٹھیک نہیں ہے۔" خضر نے اس سے نظریں چرائی تھیں۔ سیمی کی آنکھوں میں تمسخر پھیلا۔

"اتنا سب ہونے کے بعد فوراً سے قلم اٹھا لینا اس کے لیے ٹھیک نہیں ثابت ہوا۔ مجھے تو افسوس ہو رہا ہے کہ....."

"ہونہہ!" سیمی تلخ سی ہنسی ہنس دی تھی۔

"بہت مضبوط اعصاب کی مالک ہے ورنہ میں تو امید کر رہی تھی کہ ڈائجسٹ کے صفحات پر آخری قسط کی جگہ رائٹر کی موت کی خبر چھپتی۔"

وہ سرخ چہرے کے ساتھ دوسری سمت دیکھنے لگی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ خضر کو اس کے لہجے کی سفاکی گنگ کر دے گی۔ اور اس نے واقعی یہی کیا تھا۔

"سیمی..... سیمی تم۔" مارے شاک کے وہ کچھ بول نہیں پایا تھا۔

"تم شمائلہ کی موت کی اطلاع کی منتظر ہو؟ تم اس قدر سخت دل کیسے ہو سکتی ہو۔ لوگ تو شاید دشمن کے لیے بھی ایسی خواہش نہ رکھتے ہوں جو تم اپنی دوست کے لیے....." خضر نے موبائل جیب میں ڈالتے ہوئے درشتی سے کہا تھا۔

سیمی نے بھی خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔

"میری دوست نہیں ہے وہ، اس کا اگر کوئی رشتہ ہے تو صرف تم سے۔"

"شمائلہ نے تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خود ٹھیک ہے۔"

"ہاں؟ تم ہی سائیڈ لو گے ناں۔" استہزائیہ انداز میں کہا۔ وہ غصے میں "آپ" سے تم پر آ گئی تھی۔ شاید بے وجہ بحث میں وہ دونوں جھگڑے کی طرف جا رہے تھے۔

"تمہاری محبوبہ جو ہے۔"

"شٹ اپ!" خضر کی آواز ایک دم سے بلند ہوئی تھی۔ "اس دنیا میں صرف تم نہیں ہو جس کو دنیا جہاں کے دکھ مل گئے ہیں۔ تم اس کے بارے میں اس طرح سے بات نہیں کر سکتیں۔ تمہیں معلوم ہے وہ خود کس کرب سے گزر رہی ہے؟"

"کس کرب سے..... اس کرب سے کہ میں نے اس کی جگہ کیوں لے لی؟" سیمی نے تحمل سے پوچھا۔ مگر اس کی ایک ایک ادا بتا رہی تھی۔ وہ اس کا ذکر کس قدر نفرت سے کر رہی ہے۔

"سیمی!" خضر کچھ کہتے کہتے لب بھینچ کر رہ گیا۔

"کہو، میں سن رہی ہوں۔ سننا چاہتی ہوں کہ تم کہاں تک اس کا ڈیفینڈ (بچاؤ) کرتے ہو۔" سیمی کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ خضر کے اندر ابال سا اٹھا۔

"میں اس کو ڈیفینڈ نہیں کر رہا یار!" وہ نرم سا پڑ

www.zemtime.com

گیا تھا۔

"میں مانتا ہوں تمہارے ساتھ اس کی زیادتی کو اور ہم سب اس کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں لیکن تم....."

"اوہ....." سیمی نے زخمی انداز میں اس کی بات کاٹ دی تھی۔ "شمائلہ کی دی گئی تکلیف کا ازالہ کرنا چاہ رہے ہو تم۔ یہ بات آج سے پہلے تو کبھی نہیں کی تم نے خضر دستگیر۔ کس کو دھوکا دے رہے ہو؟ مجھے بہلاتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ قائم ہوئے اس تعلق کو قبول کرلوں جبکہ تم....."

"سیمی! میرا یہ مطلب....."

"تم شمائلہ کے لیے کر رہے ہو یہ سب۔ اس لڑکی کے لیے تاکہ اس کے لگائے بہتان کی سزا کم سے کم ہو جائے۔ انسانوں سے نہ سہی اللہ سے بھی مکافات نہ ملے اس کو..... تمہارے دل میں اب تک وہی بستی ہے میری کیا اہمیت ہے؟ کسی اور کی وجہ سے چند دن گھر میں پناہ دینے کی وقعت اور بس؟"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے قیاس قائم کر رہی تھی۔ خضر کو اس کی آنکھوں میں دیکھنا دشوار معلوم ہو رہا تھا۔ وہ بار بار آنسوؤں سے لبریز ہو رہی تھیں اور چھلک رہی تھیں۔ خضر مضطرب سا ہوا۔

"فار گاڈ سیک! میرا یہ مطلب نہیں تھا....." اس نے بے حد لاچاری سے صفائی پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔

"اس بات کے کئی اور بھی مطلب نکلتے ہیں؟" سیمی شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ خضر نے اس کے ہاتھ پکڑے۔

"سیمی! شمائلہ بھی بہت اذیت سہہ رہی ہے۔ اس کا ذہن منتشر ہے اس کی کیفیت کا عالم دیکھو کہ اس نے جس داستان کو نہایت محبت سے شروع کیا تھا اس کے ساتھ کیا کیا اس نے..... ہمارے ساتھ وہ بھی سفر کر رہی ہے۔ یہ سزا وہ بھی بھگت رہی ہے۔"

خضر نے اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھے تھے۔ اس کے ہاتھ پکڑ کر اسے یقین دلاتے ہوئے، اس کے سامنے ٹھہر کر وہ بات کسی اور کی کر رہا تھا۔ سیمی کی ذات کی آہستہ آہستہ نفی ہو رہی تھی۔ وہ ایک بار پھر صفر کی طرف جا رہی تھی۔

"کیا وہ اس کی حق دار نہیں ہے؟" سیمی نے اس کی گرفت سے اپنے ہاتھ نکال لیے تھے۔

"تم نہیں جانتے وہ یہاں بھی مجھے اذیت پہنچانا نہیں بھولی کہ وہ ابھی بھی بہت کچھ کر سکتی ہے۔" اسے ایک بار پھر رونا آنے لگا تھا۔ وہ خضر کو کس طرح سے بتاتی کہ شمائلہ نے منتشر ذہن سے نہیں بلکہ جان بوجھ کر اس کی تحریر کا ایسا انجام لکھ دیا تھا۔

"شمائلہ کوشش کر رہی ہے کہ وہ تمہارے گھر والوں کی نظروں میں تمہیں بے قصور بتا سکے۔ بس اسے تھوڑا سا وقت دو سیمی....." خضر نے اسے بھروسا دلاتے ہوئے کہا۔ جیسے تسلی دی۔ سیمی نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

"تمہیں اس پر یقین ہے کہ وہ ایسا کرے گی؟"

"ہاں وہ کرے گی۔"

"وہ ایسا کبھی نہیں کرے گی۔ اب تو بالکل نہیں کرے گی۔"

"تم اتنی بدگمان کیوں ہو رہی ہو؟"

"یہ تو میں پوچھنا چاہتی ہوں خضر۔ تم اس پر اچھا گمان کیوں رکھ رہے ہو، جس لڑکی نے اپنی محبت کا تمہارے وجود کا اعتراف نہیں کیا، وہ میرے لیے کیوں کرے گی؟" سیمی زچ ہو گئی تھی۔ اس پر کچھ اثر ہی نہیں کر رہا تھا۔

"کیونکہ وہ تمہاری دوست ہے۔"

"اور تم اس کی محبت....." سیمی نے اسے جتایا تھا۔ خضر لاجواب سا ہو گیا۔

"میری بات اور ہے سیمی..... لیکن تم دونوں میں اس محبت سے بھی گہرا رشتہ ہے۔"

"اب نہیں ہے کہیں نہیں ہے۔" سیمی نے دو ٹوک انداز میں نفی میں سر ہلایا تھا۔ "تمہارے ساتھ

www.zemtime.com

مجھے دیکھ کر تو اس کی انا پر گہری ضرب پڑی ہوگی۔" وہ استہزائیہ ہنسی تھی۔ خضر نے کوفت سے آنکھیں بند کیں۔

"دیکھو سیمی! بار بار ایک بات مت دہراؤ۔ کبھی کبھی حالات ہمارے کنٹرول میں نہیں رہتے۔ میں ہوں تمہارے ساتھ۔ میں ہر مشکل سے تمہیں نکالوں گا۔ شائلہ نہ سہی، میں تمہارے زندگی کی ہر تکلیف کو ختم کروں گا۔" وہ دھیرے دھیرے کہتا جا رہا تھا۔ مگر ایک بات یاد رکھو کہ شائلہ تمہاری زندگی کی "ولن" نہیں ہے۔ اسے ایک بری یاد کی طرح مت ٹریٹ کرو۔"

خضر نے نادانستگی میں گویا آخری کیل ٹھونک دی تھی۔ سیمی کے اندر سے سارے سوال سارے الفاظ بھک سے اڑ گئے تھے۔ خضر کا نرم لہجہ، مہربان باتیں، ہر چیز کا اثر زائل ہوتا چلا گیا۔ وہ اپنی جگہ سے ایک انچ پیچھے سرک گئی۔

"وہ تمہارے لیے ایک ولن کبھی نہیں ہو سکتی لیکن وہ تمہاری محبت ہے۔" سیمی نے سارے آنسو پونچھ لیے تھے۔ "تم ہمیشہ اسی کا دفاع کرو گے اور ہر بار مثبت زاویے نکال کر اسے بچاؤ گے۔ میرے لیے تم دونوں کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے خضر۔ میں اپنا راستہ خود نکال لوں گی۔ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔"

سیمی نے ضبط کے سارے بندھن باندھتے ہوئے نظریں اٹھا کر اس شخص کو دیکھا تھا۔ وہ خضر کو نظروں سے دور ہو جانے کا کہہ رہی تھی۔ خضر کی آنکھوں میں تحیر سمٹا۔

"تم پر میری بات کا کوئی اثر.....؟"

"نہیں ہو سکتا۔ جس طرح تم پر صرف اپنی محبوبہ کی باتوں کا اثر ہو سکتا ہے۔"

خضر کے لب سختی سے بھینچ گئے۔ ماتھے کی رگیں ابھر آئیں۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔ تمہیں یہی کرنا ہے، صرف اپنی سنانا.....اور مجھے اس لفظ کا طعنہ کیوں دے رہی ہو؟ تمہاری اپنی زندگی میں کون ہے؟" خضر کے دل میں جلتی آگ بالآخر شعلوں میں بدل گئی تھی۔ اور یہ شعلے سیمی کو لپیٹ میں لینے جا رہے تھے۔

"اگر میری زندگی میں شائلہ ہے تو تم اسے میرا ویک پوائنٹ بنا کر ہر بات پر جتاتی رہو گی۔ کیا میں نے تمہیں کہا ہے کہ میری زندگی میں اس کی اہمیت زیادہ ہے یا تمہاری؟"

وہ دانت پیس کر کہہ رہا تھا۔

سیمی نے اس کو پہلی بار اس روپ میں دیکھا تھا۔ اس کے ذہن میں شائلہ کی بات کے جھکڑ چل رہے تھے۔

سیمی کبھی تمہارے ساتھ خوش نہیں رہے گی خضر۔ وہ تمہارے ساتھ خوش رہ ہی نہیں سکتی۔)

"کس کی بات کر رہے ہو تم؟" سیمی کی رنگت بدل چکی تھی۔ وہ آنکھیں کھولے اس سے سوال کر رہی تھی۔

(بات ساتھ کی بھی نہیں پیار کی ہے۔ پیار بھی وہ جو پکے رنگوں کی طرح پرانا ہے اور انمٹ..... سیمی بھی کسی اور سے محبت کرتی ہے۔)

"میں چاہتا تو تمہیں بھی جتا سکتا تھا۔ مگر میں ایسا نہیں ہوں۔ ہماری زندگیوں میں بہت سے لوگوں کے مختلف مقام ہوتے ہیں۔ جو تمہارا ہوگا وہ کسی اور کا نہیں ہے۔ لیکن تمہارے بی ہیویئر کی سمجھ اب مجھے آئی ہے۔ شائلہ ٹھیک کہتی ہے تم میرے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ سکتیں۔" وہ شدت جذبات میں بولتا جا رہا تھا۔ یہ دیکھے بغیر کہ سیمی کی سانس اٹکی ہے یا آنکھیں پتھرائی ہیں۔

(اور بچپن کی محبتیں کبھی بھلائی نہیں جا سکتیں خضر۔ پھر چاہے دوسرا انسان کتنا بھی اچھا کیوں نہ ہو بات تو دل کی ہے۔)

"کیوں کہ تم "اس" کی جگہ کبھی مجھے نہیں دے سکتیں۔ بات تو دل کی ہوتی ہے نا۔"

"میں، میں کس کی جگہ، کیا کہا ہے اس نے

www.zemtime.com

تمہیں؟" اس کے لبوں سے سرگوشی سی نکلی تھی۔ اس کا چہرہ خطرناک حد تک سفید پڑتا جا رہا تھا۔

"وہ تمہارے لیے کیسا بھی ہو، پہلی محبت ہے تمہاری..... تم معین کی جگہ مجھے نہیں دے سکتیں۔ اس لیے تمہیں لگتا ہے کہ ایسی ہی جگہ شائلہ کے لیے میرے دل میں ہے۔"

وہ زخم خوردہ سا بول رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی ہزار شکوے تھے۔ اس کا خلوص ٹھکرائے جانے کا شکوہ، اس کو بار بار دھتکارنے کا شکوہ..... اور..... اور کسی اور سے محبت کا شکوہ۔

"معین.....؟" سیمی کی آنکھیں پھیل گئیں۔ منہ سے بے جان سا نکلا۔

"لیکن ایسا نہیں ہوتا سیمی، ہر کسی کے ساتھ نہیں ہوتا۔" خضر نے یہی آخری بات کی پھر اس نے نہ سیمی کی طرف دیکھا نہ کچھ سنا۔ سیمی نے دھندلائی آنکھوں سے اسے جھکتے دیکھا تھا بس۔

اس نے سائیڈ ٹیبل سے بائیک کی چابی اٹھائی۔ اور سیمی کی نگاہوں سے دور ہو گیا۔

دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ سیمی بھاگ کر کھڑکی کی طرف آئی۔ لان کا منظر نظر آ رہا تھا۔ باہر تڑتڑ بارش برستی جا رہی تھی۔ اتنی تیز کہ اسٹریٹ لائٹس کی روشنیاں دھند کا سماں پیش کر رہی تھیں۔ خضر نے بائیک کو کک ماری اور اگلے ہی لمحے وہ گیٹ کو ٹھوکر مارتا ہوا باہر نکل رہا تھا۔ شائلہ دونوں میں جھگڑا کرانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ سیمی کا دل ڈوبا، طوفانی بارش اور خضر کا طوفانی انداز..... اس کا دل چاہا چیخ کر خضر کو روکے..... کسی بھی طرح وہ خضر کو روک لے۔

وہ بس ایک لمحہ تھا۔ خضر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ لمحہ بیت گیا۔ سیمی ساکت کھڑی رہی۔ اور بارش دھواں دھار برستی۔

وہ ایک لمحہ جو آگاہی کا ہوتا ہے۔ الہام جیسا، یا اندر کہیں گہرائی میں الارم بجاتا ہوا۔ لمحہ بیت گیا۔

☆☆☆

"یہ جھوٹ بول رہا ہے۔"

ثانیہ نے جی کڑا کر کے، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کے الزام کی نفی کر دی تھی۔ وہ اتنی ثابت قدمی سے بولی تھی کہ مزمل بھی تحیر زدہ رہ گیا۔

"اپنے فعل پر پردہ ڈالنے کے لیے بات بدل رہا ہے۔" ثانیہ نے کرم الٰہی کو دیکھ کر کہا۔ "سچ یہی ہے کہ یہ غلط نیت سے یہاں آیا تھا اور مجھ پر اپنی طاقت آزما رہا تھا۔"

وہ شعلہ بار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ ایک سچ کو قبول کر کے وہ اس سچ کو کھوٹا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ثانیہ نے اتنا تو سیکھ لیا تھا، ہر سچ بتانے والا نہیں ہوتا۔ لوگ کتنی بے شرمی سے جھوٹ بول لیتے ہیں۔ تو وہ کیوں سچ کا پرچار کرے۔

"چندا! یہ....." مزمل ہلکا رہا تھا۔

چندا نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"پہلے تم نے مجھے آنکھیں دکھائیں، اپنی لمبی زبان سے نیچا دکھانے کی کوشش کی۔ اور اب میرے شوہر کے لیے یہ پینترا آزمانے کا سوچا۔ کتنی مکار لڑکی ہو تم۔ کیا ہم جانتے نہیں تمہارے باپ نے اپنا شرم سے کٹا سر اٹھانے کے لیے تمہیں کرم الٰہی کے حوالے کیا۔ تم تو ہو ہی ایسے قماش کی....."

چندا کے منہ سے نکلا لفظ لفظ زہر میں لپٹا نشتر تھا۔ ثانیہ مارے اذیت کے نیلی پڑ گئی تھی۔ ان الفاظ کی تکلیف برداشت کرتے اس کا جسم لرز اٹھا تھا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔ میں ایک عزت دار لڑکی ہوں ایک عزت دار خاندان کی بیٹی....." ثانیہ کا چہرہ دکھ کی تہوں میں بٹ گیا تھا۔ اذیت نے اس کی آنکھوں میں مرچیں بھر دی تھیں۔

"بہت عزت دار..... اسی عزت دار خاندان نے تمہارا اعتبار نہیں کیا اور ہم تمہاری جھوٹی بات مانیں گے؟" چندا سرخ چہرے کے ساتھ چبا چبا کر بول رہی تھی۔ مزمل کے چہرے پر بے پناہ مظلومیت امڈ آئی۔

www.zemtime.com

"کرم الٰہی میری بات مانے گا۔" ثانیہ نے براہ راست اس کی طرف دیکھا تھا۔ کرم الٰہی اسی کو گھورے جا رہا تھا۔

"چند دن کسی جانور کو بھی پال لو تو اس کی خصلت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اب تو بہت وقت گزرا کرم الٰہی، کیا تمہیں لگتا ہے میرے بارے میں کہی باتیں سچ ہیں؟"

اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ اسے اپنی عزت اور اپنی ذات کی جنگ بار بار لڑنی پڑے گی یہ اس نے آج سے قبل نہیں سوچا تھا۔

"اس سے کیا پوچھتی ہو۔ ارے تم جیسی تیز چلتر، اڑتی ہرنی ایک بڈھے کو کیا خاطر میں لائے گی۔" کرم الٰہی کے دل پر چوٹ پڑی۔

"تم نے سوچا کہ چلو....."

"میں تمہارے جیسی سوچ نہیں رکھتی۔" ثانیہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

"وہ تم ہو چندا، اپنے شوہر کی جیسی....." ثانیہ کو سمجھ میں آ گیا تھا چندا انہی عورتوں میں سے تھی جو ہر حال میں شوہر کو فرشتہ صفت سمجھتی ہیں۔

"وہ دوسروں کی عورتوں پر نظر رکھے اور تم دوسرے مردوں پر....."

"ثانیہ!" چندا چلائی تھی۔

"بس۔" ثانیہ نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔ "کیسی عورت ہو تم..... شوہر کو مارجن دے رہی ہو کہ وہ آگے بھی یہی حرکتیں کرتا رہا اور تم اس کا ساتھ دے کر دوسروں کی کردار کشی کرو گی؟" حالانکہ تم دونوں ایک جیسے ہو۔ یہ عزتوں پر وار اس لیے کرتا ہے کہ اس کی اپنی کوئی عزت نہیں۔ نامرد، بیوی کی کمائی کھانے والا۔"

"ثانیہ....."

بات بہت سخت تھی۔ انتہائی سنگین، اتنی کہ کہتے ہوئے ثانیہ کی گردن نیچی ہو گئی تھی۔ اس پر کرم الٰہی دھاڑا..... مزمل تو جیسے کالا سیاہ پڑ چکا تھا۔ چندا کے چہرے پر زلزلے کے آثار۔

"یہ..... یہ کیا بک رہی ہے؟" چندا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ بات اپنے کردار اور عزت پر آئے تو انسان اسی طرح حواس باختہ ہو جاتا ہے۔

"تمہارا شوہر مجھ پر الزام لگا رہا ہے نا کہ پتا نہیں میرے کتنے چکر ہیں....."

"زمانے بھر میں مشہور ہیں تمہارے قصے۔" چندا پھٹ پڑی تھی۔

"کم از کم کسی ایک کے لیے ہو سکتے ہیں چندا..... میں ادا فروش نہیں ہوں۔ تم تو اپنے شوہر کی بھی نہیں ہو۔ ادائیں دکھا کر کرم الٰہی سے پیسے اینٹھنا اور شوہر کو کھلی رسی سے چھوڑ دینا....."

"بک بک بند کرو اپنی۔" مزمل پہلی بار غیض و غضب کا شکار ہوا تھا۔ اسے بھی بروقت غیرت آ گئی تھی۔

"میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا ثانیہ۔ مجھ پر الزام لگا رہی ہو۔" کرم الٰہی ہاتھ میں پکڑی لاٹھی گھماتا ہوا اس کی طرف بڑھا تھا۔

"وہ میرے بارے میں کچھ بھی بولتے رہیں گے تم خاموش رہو گے؟ میری حفاظت نہیں کر سکتے تھے تو لائے کیوں تھے؟" ثانیہ نے جھنجوڑنے والے انداز میں کہا تھا۔

"وہ سب وہی کہہ رہے ہیں جو باتیں تمہارے گھر سے نکلیں۔ میں نے کہا تھا مجھے تیری شکایت نہیں ملنی چاہیے۔" کرم الٰہی کا طیش بڑھتا جا رہا تھا۔

"یعنی میں جھوٹ بول رہی ہوں؟"

ثانیہ کی آواز کمزور پڑ گئی۔ گلا رندھ گیا تھا۔ یہاں اس کا یقین کوئی نہیں کرنے والا تھا۔

"ہاں، اپنی بات منوانے کے لیے تم سب کو گھسیٹ رہی ہو جیسے دودھ کی دھلی ہو۔" مزمل بھی جوش میں آگے بڑھتا ہوا ثانیہ اور کرم الٰہی کے ساتھ آ کھڑا ہوا تھا۔

"کرم الٰہی....." ثانیہ کی دکھ سے آواز نہیں

www.zemtime.com

نکل رہی تھی۔

"تمہارے جھوٹ پر کوئی یقین نہیں کرنے والا۔ تم نے تو کرم الٰہی تک کو رگیدڈالا۔"

چندا خاموش تھی۔ بالکل خاموش ..... اسے پہنچنے والا دھچکا شدید تھا۔

"تمہاری سزا کیا ہونی چاہیے؟" کرم الٰہی نے دانت پیس کر اس سے دریافت کیا تھا۔ ثانیہ کی آنکھوں میں اس کی صورت دھندلا گئی۔

"اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھا کہ میں چلا نہ سکوں۔ اس نے میری گردن دبائی۔ میری جگہ اگر تمہاری "بیٹی" ہوتی کیا تم اس پر بھی اعتبار نہ کرتے؟"

ثانیہ کی آنکھوں سے جھرنا پھوٹ پڑا تھا۔ یہ کرم الٰہی نہیں تھا اس کے سامنے ثانیہ کا باپ آ کھڑا ہوا تھا۔ اور وہ چیخ کر اپنے باپ سے سوال کر رہی تھی کہ اس نے اپنی بیٹی کا اعتبار نہ کیا تھا۔

"اللہ کی حکمت دیکھو اچھا ہوا کہ تمہاری اولاد ہی نہیں۔ ورنہ باپ کی آنکھوں میں بے اعتباری دیکھ کر ایک بیٹی تو وہیں جیتے جی مر جاتی ہے۔" مری ہوئی ثانیہ زندہ کھڑی ہو کر بول رہی تھی۔ شاید ایک اور جھوٹ ..... کوئی نئی سزا۔

کرم الٰہی کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا۔

"چٹاخ ....." جبڑا توڑ تھپڑ کی آواز بہت دور تک سنائی دی تھی۔ ثانیہ صحیح کہتی تھی بوڑھے ہاتھوں میں اب بھی فولادی طاقت تھی۔ ثانیہ ساکت ہوئی۔ چندا منجمد۔

مزمل گال پر ہاتھ رکھے ششدر سا کرم الٰہی کو دیکھے جا رہا تھا۔

☆☆☆

"تمہاری جگہ کتا پال لیتا تو وہ بھی میرے رزق میں زبان نہ مارتا جس طرح تو نے اسے حرام کر دیا۔" اس نے گھما کر لاٹھی مزمل کی ٹانگوں پر ماری تھی۔ وہ بلبلاتا ہوا زمین پر گرا۔ کرم الٰہی نے دوسرا وار اس کی کمر پر کیا۔

"چچا ..... دماغ خراب ہو گیا تیرا۔" وہ زمین پر پڑا بلبلا رہا تھا۔ کرم الٰہی اسے اٹھنے کا موقع دیے بغیر پیٹتا جا رہا تھا۔

"تم لوگوں کو میں نے کھلایا پلایا کوئی فرق نہیں رکھا۔ اور چلے تم اس بے حیائی پر اترنے ..... تجھے میرا بھی لحاظ نہ آیا۔" جب اس کی لاٹھی مزمل کے سر پہ پڑی اور اس کی تکلیف دہ چیخ سنائی دی تب چندا تڑپ کر آگے بڑھی تھی۔

"کرم الٰہی! مار ڈالے گا کیا اسے، یہ لاٹھیاں تو اس چھٹانک بھر کو لڑکی کو پڑنی چاہییں جسے آٹھ دن نہیں ہوئے زمین سے اگے اور ....."

"اور جسے اپنی عزت کا پاس رکھنا آتا ہے۔" کرم الٰہی کف اڑا رہا تھا۔ پورے جسم پر لرزش طاری تھی۔ "اٹھاؤ اس غلیظ انسان کو اور دفع ہو جاؤ میرے گھر سے۔ دوبارہ قدم رکھا تو پوری بستی کو بلا کر اس کا منہ کالا کرواؤں گا میں۔"

"اس نے کچھ نہیں کیا ہے۔" چندا چلائی تھی۔ مزمل کے گال سے کرم الٰہی کا تھپڑ پڑنے سے خون کی پتلی سی لکیر جھلک رہی تھی۔

"دیکھ اس بچی کی طرف۔ اس کی گردن پر اس کا وحشیانہ پن۔ اور منہ کو دیکھ ....." اس نے ثانیہ کو پکڑا کے آگے کیا۔ وہ اتنی کھوئی کھوئی تھی جیسے جسم میں جان نہ ہو۔

"اس کے ہونٹ پر یہ کئی کا نشان۔ جیسے کوئی چیز رگڑی گئی ہو۔ یہ چھلے (انگوٹھی) کا نشان ہے جو تیرا یہ مردود پہنتا ہے۔"

ثانیہ نے آنکھوں میں حیرانی بھر کر کرم الٰہی کی سمت دیکھا تھا۔ جس طرف ثانیہ کا بھی دھیان نہیں تھا وہ اس شخص نے جانچ لیا تھا۔ چندا کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔

"تم ..... تم یہ صلہ دے رہے ہو میری خدمتوں کا ....." چندا کے اندر دکھ کا منہ کھل گیا تھا۔ یہ دکھ کسی اور چیز کا تھا مگر وہ بھرائی آواز میں کرم الٰہی پر نکالنا چاہ رہی تھی۔ کسی کا بھرم بھی رکھنا تھا۔

www.zemtime.com

"تمہاری خدمتوں کی ایک ایک پائی لوٹائی ہے میں نے تمہیں..... ترس کھا کر نہیں کیا۔"

کرم الٰہی نے ساری مروت و لحاظ بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ دونوں کے منظر سے نکلنے کے بعد بھی اونچی آواز میں ان کی نمک حرامی کے طعنے دیتا رہا جو دیوار پار واضح سنائی دے سکیں۔

ثانیہ اس کے لیے پانی لے کر آئی۔ مگر اس نے ہاتھ کے اشارے سے دور ہو جانے کو کہا۔ ثانیہ خاموش نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔ جو چارپائی پر گرا اب بری طرح سے ہانپ رہا تھا۔

ہلکی ہلکی بارش برسنا شروع ہو رہی تھی۔ فقط بارش کے قطروں کی آواز..... باقی سب سناٹا۔ سکوت۔

☆☆☆

بارش ہنواز تڑاتڑ برستی جا رہی تھی۔ پام کے درختوں پر جھولتی ہوا کی سرسراہٹیں، بارش کا ساز مل کر انوکھی موسیقی کو جنم دے رہے تھے۔ موسم کے تیور خطرناک تھے اور شاید وقت کے بھی..... اچانک نیچے ہلچل سی مچ گئی تھی۔ حنا کی تیز بولنے کی آواز..... تیز چلتے قدموں کی دھمک۔

سیمی خیالوں سے چونکی۔ اس کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ بھاگ کر کمرے سے باہر آئی تھی۔ اور سیڑھیوں پر اس کے قدم زنجیر ہوئے۔

"ہاشم! مجھے لے چلو پلیز، میں....." حنا بے ترتیب بولتی شوہر کے پیچھے جا رہی تھی۔ وہ رو دینے کو تھی۔

"حنا پلیز! منابل کو دیکھو۔ اور پلیز کول ڈاؤن۔" وہ کہتے ہوئے تیزی سے باہر نکل گئے تھے۔ سیمی نے پکارا۔

"حن..... حنا۔" وہ اک قدم نہ بڑھ پائی۔ اسے لگا جو کچھ اس کے دل کو لگا تھا وہ سچ ہو گا تو وہ یہیں کھڑے کھڑے فنا ہو جائے گی۔

"سیمی! تمہارا خضر سے کوئی جھگڑا ہوا رات کے اس پہر وہ....." آنسو ضبط کرتی وہ بدقت بول پا رہی تھی۔ سیمی پر جیسے دمے کا شدید اٹیک ہوا۔

"کک..... کیا..... کیا۔"

"میرے بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔" وہ سیڑھیوں پر آ کر منہ پر ہاتھ رکھے رونا شروع ہو گئی تھی۔ سیمی کے آس پاس ہر شور گونگا ہو گیا۔ ہر آواز بے زبان۔

"خضر....." اس نے نام لیا۔ نہ سرگوشی پیدا ہوئی۔ نہ آواز نکلی۔ وہ خود بھی گونگی ہو گئی تھی۔

"خض..... خضر۔" وہ چیخی لیکن بے سود۔

"دیکھتے ہیں آپ محبت سے کب تک منکر رہتی ہیں۔"

"آخری سانس تک۔"

"کس کی آخری سانس..... اپنی یا میری؟"

"آپ کو زندگی پیاری نہیں ہے۔ مرنے کا بہت شوق ہے؟"

"کمبخت محبت مرنے بھی کب دیتی ہے۔"

سیمی کے سر میں ناقابل برداشت درد اٹھ رہا تھا۔ اس کی سماعتیں پھٹنے لگی تھیں۔ وہ جانے کیسے آخری سیڑھی سے پہلی سیڑھی تک سفر طے کر پائی۔ حنا نے اس کی حالت دیکھی تو رونا بھول گئی۔

"مجھے جانا ہے۔ خضر کے پاس، وہ کہاں ہے۔ خضر۔"

"یہاں سے ہاسپٹل، میں ہاشم کو کال کرتی ہوں۔" وہ سیمی کو کیسے بتاتی کہ یہاں سے ہاسپٹل کس طرف ہے۔ جبکہ سیمی نے اسے فون کی طرف جانے سے روکا تھا۔

"کتنا دور ہے، مجھے خود جانا ہے۔" اس نے حنا کو جھنجوڑ ڈالا تھا۔ پوری کائنات اس کی آنکھوں میں گھوم رہی تھی۔ پوری کائنات فقط ایک چہرہ بن گئی تھی۔ خضر دستگیر کا چہرہ!

شور سے جاگی منابل کچھ نہ سمجھتے ہوئے زور و شور سے رونا شروع ہو گئی تھی۔

آج ہر طرف مائع کا عجب امتزاج بن گیا تھا۔ کہیں بہتا بارش کا پانی..... کہیں گاڑھا خون اور کہیں آنکھ سے نکلا آنسو.....!

☆☆

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

www.zemtime.com